Scanned by CamScanner

Date 06-11-2017
نام
ابوالمتبسم
محمد ایاز
عطاری
درجہ
خامسہ
مورخہ
6-11-2017
جامعۃ المدینہ
بلوچستان

Date 08-11-2017

س 1 مختصر المعانی کے مصنف کے حالات زندگی لکھئے؟

جواب نام :- مسعود

والد کا نام :- عمر اور والد کا لقب :- قاضی فخر الدین :-

لقب :- سعد الدین :-

دادا کا نام :- عبد اللہ اور دادا کا لقب :- برہان الدین :-

تاریخ پیدائش :- 7 صفر المظفر 722ھ

پیدائش کی جگہ :- خراسان کے شہر تفتازان میں :-

عندالسیوطی :- نے "طبقات النحاۃ" میں انکا نام "مسعود" اور والد کا نام "عمر" ذکر کیا ہے۔ یہی مشہور ہے :- لیکن حافظ ابن حجر نے "الدرر الکامنہ" میں انکا نام "محمود" ذکر کیا ہے :-

بچپن کے حالات :-

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ آپ ابتداء میں بہت کند ذہن تھے۔ بلکہ عضد الدین کے حلقہ درس میں ان سے زیادہ غبی اور کوئی نہ تھا۔ مگر جدوجہد سعی و مطالعہ کتب میں سب سے آگے تھے۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد فوراً ہی آپ مسند درس پر رونق افروز ہوئے

تصانیف :- 1- شرح التھذیب 2- مختصر الدین 3- مطول

وفات :- 22 محرم الحرام 792ھ پیر کے روز سمرقند میں دفن ہوئے۔ بعد میں انکو سرخس کے مقام کی طرف منتقل کیے گئے

Scanned by CamScanner

Date 22-11-2017

س 2: مختصر المعانی شرح ہے یا متن اگر شرح ہے تو کسی کی شرح ہے؟

جواب: مختصر المعانی یہ تلخیص المفتاح کی شرح ہے۔ اور تلخیص المفتاح یہ مفتاح العلوم کی شرح ہے۔

وجہ التألیف:-

فضلاء میں سے کثیر اور ذکی میں سے جم غفیر نے مجھ سے طلب کیا کہ تلخیص المفتاح کو مختصر کرو اور مختصر کیسا تھو اسکے معانی کو بیان کرو اور اسکی پوشیدگیوں کو ظاہر کرو۔ اسلئے کہ حاصل کرنے والوں کی ہمتیں کم ہو گئیں ہیں۔ کہ بلاغت کے انوار پر مطلع ہوں۔ اور بلاغت کے اسرار کو پہچاننے میں انکے ارادے بیٹھ گئے ہیں۔

ایک طرف ان فضلاء کے اصرار تھے اور ایک طرف میرے پاس وقت کم تھا۔ لیکن فضلاء کے اصرار پر میں نے "تلخیص المفتاح" کی شرح لکھی۔ جسکا نام "مختصر المعانی" رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق و ہدایت سے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے لکھا۔

وھو حسبی و نعم الوکیل

شمشماہی ثانی

Date 10 - 12 - 2017

باب مسند الیہ کو مقدم کرنا

س: مسند الیہ کو مقدم کرنے کی صورتیں تحریر کریں؟

جواب: مسند الیہ کو مقدم کرنے کی "6" صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:-

مسند الیہ کے اھم ہونے کی بناء پر مقدم کرنا:

مثال:-

زید قائم:-

اعتراض:-

صاحب تفتازانی نے صاحب تلخیص المفتاح کو کہا صرف اھم کی وجہ سے مقدم کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اھم ہونے کے اسباب کیا ہیں یا کس جھت سے مسند الیہ اھم ہے وہ اسباب و جھتیں ذکر کرو:-

جواب:-

صاحب تلخیص المفتاح نے مسند الیہ کے اھم ہونے کی "2" اسباب ذکر کیے ہیں:- جو درج ذیل ہیں۔

پہلا سبب:-

مسند الیہ اصل ہے۔ کس وجہ سے؟

اصل اس اعتبار سے ہے کہ مسند الیہ محکوم علیہ ہے۔ اور محکوم علیہ سے پہلے حکم نہیں آسکتا۔ حکم سے پہلے محکوم علیہ کا آنا لازمی ہے اس وجہ سے مسند الیہ کو مقدم کیا جاتا ہے۔

دوسرا سبب:-

مسند الیہ سے مقدم ہونے کا کوئی تقاضا بھی نہیں کرتا اس وجہ سے مسند الیہ کو مقدم کیا جائے گا:-

اگر کوئی مسند الیہ سے مقدم ہونے کا تقاضا کرے تو اس صورت

Date 10-12-2017

میں مسند الیہ کو مؤخر کیا جائے گا:۔

مثال:۔ فاعل:۔ ضرب زید:۔

عامل معمول

عامل اور معمول کے درمیان قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عامل مقدم ہوتا ہے اور معمول مؤخر ہوتا ہے۔

دوسری مثال:۔ جملہ اسمیہ میں ظرف مقدم ہوتا ہے۔

فی الدار زید

خبر، ظرف۔ مسند الیہ، مبتدا

اگر جملہ اسمیہ کی ابتداء ظرف سے ہو رہی ہو تو اس صورت میں مسند الیہ کو مؤخر کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت:۔
سامع کے ذہن میں خبر کو پختہ کرنے کیلئے مسند الیہ کو مقدم کیا جائے گا:۔

سبب:۔
تاکہ سامع کو مبتدا کی خبر سننے کا شوق پیدا ہو۔

مثال:۔
والذی حارت البریۃ فیہ
حیوان مستحدث من جماد

دلیل:۔
بان أمر الاله واختلف الناس
فداع الی ضلال وهاد

وضاحت:۔
جو دوبارہ اٹھائے کے قائل تھے وہ ہدایت یافتہ

leaf

Date 10-12-2017

ہوئے۔ اور جو دوبارہ اُٹھانے کے قائل نہیں تھے وہ گمراہ ہوئے۔

تیسری صورت:۔
جلدی خوشی حاصل کرنے کیلئے یا جلدی غم
حاصل کرنے کیلئے مسند الیہ کو مقدم کیا جائے گا۔
خوشی کی مثال:۔
سعد فی دارك:۔
غم کی مثال:۔
السفاح فی دار صدیقك:۔

چوتھی صورت:۔
اہتمام کی وجہ سے مسند الیہ کو مقدم کیا جائے گا
سبب:۔
تاکہ مطلوب زائل نہ ہو:۔

پانچویں صورت:۔
لذت کی بناء پر مسند الیہ کو مقدم کیا جائے گا۔
سبب:۔
اسلئے کہ وہ اسکا محبوب ہے۔
مثال:۔
صدیقی حاضر:۔

چھٹی صورت:۔
تعظیم یا تحقیر کی وجہ سے مسند الیہ کو
مقدم کیا جاتا ہے۔

س 2 اگر مسند الیہ نفی کیساتھ مقدم ہو تو کیا فائدہ حاصل ہو گا؟

جواب قال عبدالقاهر:۔
اگر مسند الیہ مقدم ہے اور اس کے ساتھ حرف
نفی ملا ہوا ہے بغیر فاصلے کے تو اس صورت میں مسند الیہ
میں تخصیص حاصل ہو گی خبر فعلی کے ذریعے:۔

Date 10-12-2017

مثال :-

ما أنا قلت هذا :-

وضاحت :-

تقدیم کا فائدہ حاصل یہ ہوا کہ متکلم نے

اس قول کی اپنے سے نفی کر دی اور دوسروں کیلئے اس

قول کا ثبوت ہو گیا۔

اس صورت پر کہ اگر مسند الیہ کے عموم

کی نفی ہوئی تو یہ قول غیر کیلئے بھی عموم کے طور پر ثابت ہو گا

اگر خصوص کے طور پر نفی ہوئی تو خصوص کے طور پر قول

غیر کیلئے ثابت ہو گا :-

اعتراض :- مسند الیہ کے غیر سے مراد تو پوری دنیا ہے۔ حالانکہ پوری دنیا کے

لوگوں کیلئے قول کا ثابت ہونا تو محال ہے ؟

جواب :- غیر کے ثبوت سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کا خطاب دیکھا

جائے گا۔ اگر مخاطب کا وہم کچھ لوگوں میں تو غیر سے مراد

یہ کچھ لوگوں ہوں گے۔ اگر مخاطب کا وہم ایک بندہ ہے

تو غیر سے مراد ایک یہ بندہ مراد ہو گا :-

سوال 3 :- " ما أنا قلت ولا غیری " کیا یہ جملہ کہنا درست ہے یا

نہیں اگر غلط ہے تو کیوں غلط ہے ؟

جواب :- متکلم " قول " کی اپنی سے نفی کرتا ہے اور اپنے سے غیر

کیلئے ثابت کرتا ہے۔ لیکن

" ما أنا قلت ولا غیری " اس

leaf

Date 15-03-2018

مثال میں متکلم اپنے سے نفی کررہا ہے اور اپنے غیر کی بھی نفی کررہا ہے۔ اور یہ دونوں "متناقضان" ہیں۔ اس بناء پر یہ مثال درست نہیں ہے۔

سوال: "ولا "ما أنا رأيت أحدا" کیا یہ مثال درست ہے یا نہیں اگر غلط ہے تو وجہ تسمیہ بھی بیان کریں؟

جواب: "ما أنا رأيت أحدا" اس مثال میں متکلم اپنے سے "رؤیۃ" کی نفی کررہا ہے۔ (یعنی "متکلم نے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا ہے۔) تو یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ متکلم کے علاوہ کوئی ایک ایسا بندہ ہے۔ جس نے سب کو بالعموم دیکھا ہے۔ اور یہ بات عقلاً محال ہے۔ اسلئے کہ سب مسلمانوں کو دیکھنا یہ تو عقلاً بھی محال ہے۔ ایسا کیسا ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ جو بالعموم ہر مسلمان کو دیکھے۔

سوال: "ما أنا ضربت إلا زيدا" کیا یہ جملہ درست ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو وجہ تسمیہ بھی لکھئے؟

جواب: "ما أنا ضربت إلا زيدا" یہ مثال اس وجہ سے غلط ہے کہ متکلم کے علاوہ کوئی ایک ایسا مسلمان ہے جس نے "زید" کے علاوہ ہر کسی کو بالعموم مارا ہو۔

اسلئے کہ مستثنیٰ منہ "

Date 15-03-2018

یہ مقدر عام ہے۔ اصل عبارت "ما انا ضربت احدا الا زیدا"
اور کوئی ایک ایسا بندہ نہیں ہو سکتا

ہے جو زید کے علاوہ بالعموم ہر کسی کو مارے یہ بات

عقلاً محال ہے :۔ اس بناء پر یہ مثال غلط ہے :۔

سوال :۔ اگر حرف نفی مسند الیہ سے ملا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟ اگر ملا ہوا نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اسکی "2" صورتیں ہیں۔ جو درج ہیں۔

پہلی صورت :۔

اگر حرف نفی مسند الیہ کے ساتھ متصل ہو اور

مقدم بھی ہو تو اس صورت میں مسند الیہ حرف تخصیص

کا فائدہ دے گا۔ مثال :۔ ما انا قلت ھذا :۔

دوسری صورت :۔

اگر حرف نفی مسند الیہ کے ساتھ ملا ہوا

نہیں ہے۔ تو اس صورت میں مسند الیہ کی تقدیم کبھی

تخصیص و کبھی تقوّم حکم کا فائدہ دے گی۔

مسند الیہ کے ساتھ حرف نفی ملا ہوا نہ ہو تو اسکی "2"

صورتیں ہیں :۔ جو درج ذیل ہیں :۔

پہلی صورت :۔

کلام میں اصلاً طور پر حرف نفی نہیں ہوگا۔

مثال :۔ انا قلت ھذا :۔

دوسری مثال :۔

کلام میں حرف نفی ہوگا لیکن حرف نفی

مسند الیہ سے مؤخر ہوگا۔

مثال :۔ انا ما قلت ھذا :۔

Date 15-03-2018

سوال ۴ "فقد یأتی "التقدیم" للتخصیص ..... الخ اس عبارت کی وضاحت فرمائیے؟

جواب اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ جب مسندالیہ حرف نفی سے ملا ہوا نہ ہو تو اس صورت میں تقدیم مسندالیہ کبھی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔

۱۔ تو اس تخصیص سے مقصد اُن لوگوں کا رد کرنا ہوتا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ خبر فعلی "کا کرنے والا متکلم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص معین ہے۔ تو

۲۔ کبھی اس تخصیص سے اُن لوگوں کا رد کرنا ہوتا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ خبر فعلی کا کرنے والا متکلم اور متکلم کے ساتھ اور بھی شریک ہیں:۔

مثال:۔ أنا سعیت فی حاجتک۔:

۱۔ اگر اس کلام سے مراد "حاجت" کو پوری کرنے والا متکلم نہیں ہے بلکہ کوئی دوسرا بندہ ہے۔ تو ایسی تخصیص "قصر قلب" کا نام دیے گئے:۔

۲۔ اگر اس سے مراد "حاجت" کو پوری کرنے والا متکلم کے ساتھ اور بھی شریک ہیں تو ایسی تخصیص کو "قصر افراد" کا نام دیے گئے:۔

Date 15-03-2018

سوال 7 "قصر قلب اور قصر افراد" کو مؤکد کیسا کیا جائے گا؟ وہ طریقہ لکھیئے؟

جواب- قصر قلب:-

قصر قلب کو اگر مؤکد کرنا مقصود ہو تو "لا غیری" اور "لا زید" اور "لا عمرو" اور "لا من سوای" کے ذریعے مؤکد کر سکتے ہیں:-

وجہ:-
کیونکہ یہ الفاظ صراحتاً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فعل غیر مسند الیہ (متکلم) سے صادر ہوا ہے۔

قصر افراد:-
اگر قصر افراد کو مؤکد کرنا مقصود ہو تو "وحدی" اور "منفرداً" اور "متوحداً" اور "غیر مشارک" کے ذریعے مؤکد کر سکتے ہیں:-

وجہ:-
اسلیئے کہ یہ الفاظ صراحتہً اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ فعل کا کرنا صرف متکلم سے ہوا ہے۔ کوئی اور متکلم کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

سوال 8 "مسند الیہ تقوی الحکم کا فائدہ کب دے گا؟

جواب- اگر مسند الیہ کے ساتھ حرف نفی متصل نہ ہو تو ایسی

Date 15-03-2018

صورت میں تقدیم مسند الیہ تقوی الحکم کا فائدہ دے گا۔

مثال:۔ ھو یعطی الجزیل۔

وضاحت:۔
جب "ھو" مبتدأ ذکر کیا۔ تو "خبر" کا ہونا لازمی ہوا۔ اور "خبر" کیلئے فعل "یعطی" ذکر کیا۔ اور اسکی اسناد مبتدأ کیطرف ہوئی۔ اور چونکہ خبر فعل ہے۔ اس کے اندر "ھو" ضمیر ہے۔ اور اس ضمیر کا مرجع مبتدأ تو گویا کہ مبتدأ کی طرف (2) بار اسناد ہوئی ہے۔

سوال ۹: "تقوی الحکم" سے کیا مراد ہے؟
جواب: تقوی الحکم سے مراد یہ ہے کہ اسناد کی تکرار ہو۔ یعنی:۔ ایک سے زائد مرتبہ تکرار ہو۔
اور تقرر الحکم سے بھی یہی مراد ہے کہ اسناد کی تکرار ہو۔

سوال ۱۰: "وکذا اذا کان الفعل منفیاً" ...... الخ اس عبارت کی وضاحت کریں؟
جواب: جب فعل منفی ہو تو اس صورت تقدیم مسند الیہ کبھی تخصیص کا فائدہ دیگی اور کبھی تقوی حکم کا فائدہ دے گی۔

نوٹ:۔ اس کی مثالیں آگے ذکر ہیں!

Date 16-03-2018

تخصیص کی مثال:- أنت ما سعیت فی حاجتی

وضاحت:-

اس مثال کی وضاحت کچھ اسطرح ہے کہ

"سعی" کی مسند الیہ سے "سعی" کی نفی کی گئی ہے۔

اور غیر کیلئے "سعی" کو خاص کیا ہے:۔

جیسا:۔ ما انا قلت ھذا:۔

تقوی الحکم کی مثال:۔

انت لا تکذب:۔

وضاحت:۔

اس مثال کی وضاحت کچھ اسطرح کہ

"کذب" کی پہلے "مسند الیہ" کی طرف اسناد کی۔ پھر

اسکے پھر "کذب" کی اسناد "انت" مستتر ضمیر کی طرف

کی۔ تو گویا کہ کلام "انت لا تکذب، لا تکذب، لا تکذب"

اسطرح ہو گیا:۔ تو یہاں پر "2" مرتبہ اسناد ہوئی۔

جس کی بناء پر "انت لا تکذب" نے تقوی الحکم

کا فائدہ دیا:۔ بخلاف:۔ "لا تکذب" یہ

مثال تقوی الحکم کا فائدہ نہیں دے گی۔

وجہ:۔

اسلئے کہ مذکورہ مثال میں اسناد کی تکرار

نہیں ہے۔

تو اس بناء پر تقوی الحکم کا فائدہ

حاصل نہیں ہو گا:۔

Date 16-02-2018

اعتراض ۲: مصنف علیہ الرحمہ نے صرف تقوی الحکم پر اختصار کیوں کیا۔ تخصیص حکم کی مثال پیش کیوں نہیں کی؟

جواب: تقوی الحکم کی مثال کو اسلئے ذکر کیا ہے کہ مصنف تقوی الحکم اور تاکید مسند الیہ کے درمیان فرق کرنا چاہتے تھے۔

جیسا کہ فرمایا:۔ انت لاتکذب اس مثال میں کذب کی نفی لاتکذب انت سے زیادہ ہے۔ باوجود اسکے کہ اس میں تاکید مذکور ہے۔

دلیل:۔ لاتکذب انت میں

"انت" محکوم علیہ کی تاکید ہے۔ اور محکوم علیہ وہ تحقیقی طور پر ضمیر مخاطب "انت" ہے۔ جو کہ مستتر ہے۔ اور اس تاکید سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ فعل کذب کی اسناد ضمیر مخاطب کی طرف سہواً اور مجازاً یا نسیاناً کے طور پر نہیں ہے۔

اور یہ تاکید حکم کیلئے نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں اسناد کا تکرار نہیں ہے۔ اور تاکید حکم کیلئے تکرار اسناد لازمی ہے۔ جو کہ مذکور مثال میں نہیں ہے۔

نوٹ:۔ تاکید حکم کیلئے تکرار اسناد لازمی ہے۔ اور تاکید محکوم علیہ کیلئے تکرار اسناد لازمی نہیں ہے۔ اور مصنف کا یہ قول کہ تقدیم کبھی تخصیص و کبھی تقوی کیلئے آتی ہے یہ اسوقت ہوگا جبکہ فعل معرفہ ہو۔ یعنی مسند الیہ معرفہ ہو ظاہر ہو یا ضمیر

Date 18-03-2018

سوال: اگر مسندالیہ نکرہ ہو تو کیا حکم ہے؟ مع امثال لکھئے؟

جواب: اگر مسندالیہ فعل کی بناء پر نکرہ ہو۔ اور حرف نفی مسندالیہ سے ملا ہوا ہو یا ملا ہوا نہ ہو تو اس صورت میں تقدیم مسندالیہ صرف تخصیص کا فائدہ دے گی:- اب خواہ وہ ① تخصیص جنس ہو:- مثال:- رجل جاءنی:-

یعنی:- میرے پاس صرف جنس مرد آئی ہے نہ کہ عورت۔

② خواہ وہ تخصیص واحد ہو:- مثال:- رجل جاءنی:-

یعنی:- میرے پاس ایک مرد آیا نہ کہ دو یا دو سے زائد:-

اس تخصیص پر دلیل:- یہ ہے کہ اسم جنس، جنسیت اور عدد معین دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

۱- اگر اسم جنس مفرد ہے تو اس صورت میں "جنسیت" و "وحدت" کا احتمال ہوگا اگر متکلم نے اس سے مراد تخصیص جنس کی تو وہ جنس ختم ہو جائے گی جو محکوم علیہ کے مقابلے میں ہے۔

مثال:- رجل جاءنی ای لا امراۃ:-

اگر متکلم نے اس سے مراد تخصیص عدد لیا تو اس سے وہ عدد نکل جائے گا جو محکوم علیہ کے مقابلے میں ہے

leaf

Date 18-03-2018

مثال :- رجل جاءنی ای لا اثنان

2 :- اگر اسم جنس تثنیہ ہے۔ تو یہ "جنسیت" اور "تثنیہ" دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔
اگر متکلم نے اس سے مراد تخصیص جنس لیا تو وہ جنس نکل جائے گی جو محکوم علیہ کے مقابلے میں ہوگی :
مثال :
رجلان جاءانی ای لا امرأتان :-

اگر متکلم نے اس سے تخصیص عدد مراد لیا تو اس سے وہ عدد منتفی ہو جائے گا۔ جو اس عدد کے مقابلے میں ہے۔

مثال :- رجلان جاءانی ای لا واحدۃ :-

3 :- اگر اسم جنس جمع ہے۔ تو یہ "جنس" اور "جمع" دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔
اگر متکلم نے اس سے تخصیص جنس مراد لیا تو اس سے وہ جنس منتفی ہوگی جو محکوم علیہ کے مقابلے میں ہے۔

مثال :- رجال جاؤنی ای لا نساء :-

اگر متکلم نے اس سے تخصیص عدد مراد لیا تو اس سے وہ عدد نکل جائے گا تو اس عدد کے مقابلے میں تھا

مثال :- رجال جاؤنی ای لا واحد :-

Date 18-03-2018

اختصاص دلیل پر مثال:-

نکرہ مفردہ کی اصل یہ ہے کہ

وہ جنس میں سے ایک کیلئے ہوتا ہے۔

یعنی:- اسم جنس

نکرہ مفردہ "واحد" اور "جنس" دونوں پر دلالت کرتا ہے۔

تو اس سے کبھی فقط "جنس" کا معنی مراد لیا جاتا ہے اور

کبھی فقط "واحد" کا معنی مراد لیا جاتا ہے۔

اعتراض: "والذی یشعر... مصنف نے شروع میں "قال عبدالقاهر" کہا اور

اسکے بعد تمام ابحاث کو اسکی طرف منسوب کیا۔ یعنی اگر مسندالیہ

نکرہ ہو تو مسندالیہ صرف تخصیص کا فائدہ دے گا۔ حالانکہ شیخ

کی کتاب "دلائل الاعجاز" میں اسطرح نہیں ہے۔

وہاں تو معرفہ و نکرہ کے درمیان فرق نہیں ہے۔ کبھی تخصیص و

کبھی تقوی الحکم کیلئے ہوگی؟

جواب: سکاکی نے شیخ عبدالقاهر کی تو اس بات میں موافقت کی

ہے کہ تقدیم مسندالیہ مفید تخصیص ضرور ہے۔ لیکن شرائط

اور تفاصیل میں مخالفت کی ہے۔

مسندالیہ کی 3 صورتیں

ہیں:- ١- مسندالیہ نکرہ ٢- مسندالیہ معرفہ اسم ظاہر

٣- مسندالیہ معرفہ اسم ضمیر:-

Date 24-03-2018

مسند الیہ مفید للتخصیص

مسند الیہ نکرہ	مسند الیہ معرفہ اسم ظاہر	مسند الیہ معرفہ اسم ضمیر
حرف نفی مقدم	حرف نفی مسند الیہ سے مقدم ہوگا	حرف نفی مقدم
حرف نفی مؤخر	حرف نفی مسند الیہ سے مؤخر ہوگا	حرف نفی مؤخر
حرف نفی معدوم	حرف نفی ہوگا بھی نہیں	حرف نفی معدوم
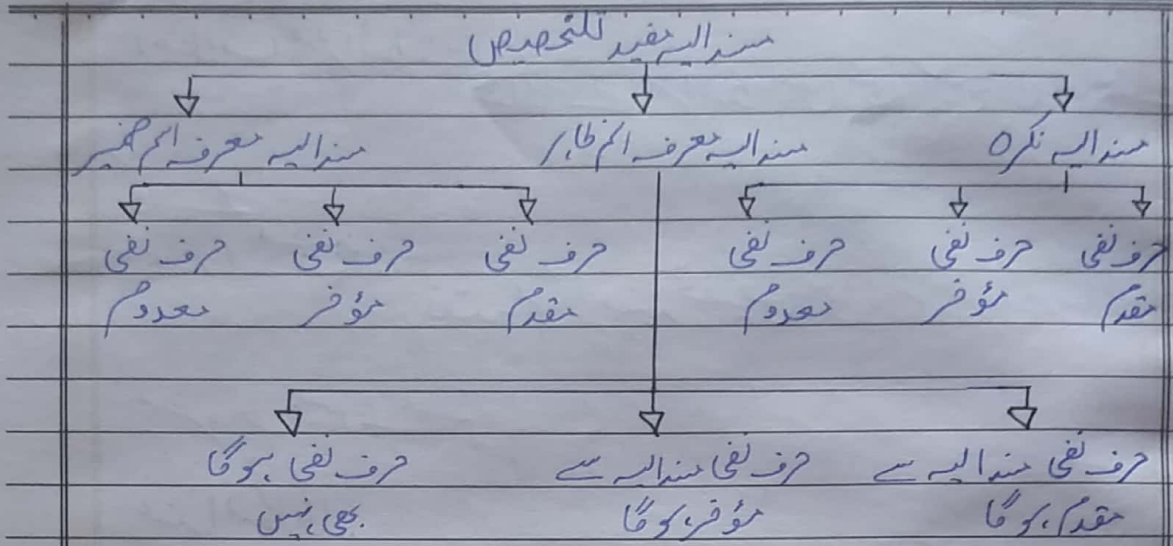
عند الشیخ عبد القاہر :۔

مسند الیہ مقدم کی تینوں قسموں کی پہلی

پہلی قسم صرف مفید تخصیص ہوگی :۔

جبکہ بقایا چھ قسمیں

کبھی تخصیص کیلئے اور کبھی تقوی الحکم کیلئے ہوگی :۔

عند السکاکی :۔

امام سکاکی کے مذہب کی 3 صورتیں ہیں :۔

1 :۔ مسند الیہ اگر نکرہ ہے تو تقدیم مسند الیہ مفید تخصیص ہوگی۔

بشرط تخصیص سے کوئی مانع موجود نہ ہو۔

2 :۔ اگر مسند الیہ معرفہ اسم ظاہر ہے تو تقدیم مسند الیہ تقوی الحکم

کا فائدہ دے گی۔

3 :۔ اگر مسند الیہ معرفہ اسم ضمیر ہے تو تقدیم مسند الیہ

کبھی تقوی کیلئے اور کبھی تخصیص کیلئے ہوگی :۔

نوٹ :۔ سکاکی نے شیخ کی 3 صورتوں میں موافقت کی ہے

اور چھ میں مخالفت کی ہے :۔

Scanned by CamScanner

Date 24.03.2018

اختلاف الشرائط :-

سکاکی نے شرائط میں بھی شیخ کی مخالفت کی ہے:-

عند الشیخ :-

تقدیم کا مفید تخصیص ہونا کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔

عند السکاکی :-

جن صورتوں میں تقدیم مفید تخصیص ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں "2" شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے :- اگر نہ ہوئیں تو مفید تخصیص نہ ہوگی :

پہلی شرط :-

مسند الیہ میں یہ فرض کرنا جائز ہو کہ مسند الیہ اصل میں فاعل معنوی ہونے کی بناء پر فعل سے مؤخر تھا۔ لیکن تخصیص پیدا کرنے کیلئے مقدم کر دیا گیا ہو۔

مثال :- أنا قمت :- اس میں یہ بات جائز ہے کہ "قمت انا" کہا جائے :- "انا" ضمیر متصل کی تاکید ہے۔ لیکن "معنًا" فاعل ہے۔

دوسری شرط :-

اسکو فرض کر بھی لیا گیا ہو۔ یعنی :- اس بات کا اعتبار کر بھی لیا گیا ہو کہ مسند الیہ اصل میں معنیً فاعل ہونے کی وجہ سے مؤخر تھا! -

الحاصل :- اگر یہ 2 شرطیں ہوگی تو مسند الیہ کی تقدیم مفید تخصیص ہوگی :

leaf

Date 24-03-2018

اگر دونوں شرطیں موجود نہ ہوں تو مسند الیہ کی تقدیم

صرف تقوی الحکم کا فائدہ دیگی۔

خواہ تاخیر مسند الیہ

کو فرض کرنا جائز ہو:- جیسے:- انا قمت میں جائز ہے۔

مگر اسکو فرض نہ کیا گیا ہو یا تاخیر کو فرض کرنا ہی

جائز نہ ہو:- جیسے:- زید قام:-

"زید" کو فاعل

معنوی بنا کر مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔ قام زید کہنا جائز

نہیں ہے۔ اسلئے کہ "زید" "قام" کیلئے فاعل لفظی ہے۔

نہ کہ معنوی ہے

حالانکہ فاعل معنوی کی تقدیم جائز ہے

نہ کہ فاعل لفظی کی:-

اعتراض[4]: "الا فلا یفید الا تقوی الحکم" اس کلام کا مقتضی یہ ہے کہ

"رجل جاءنی" میں تقدیم مسند الیہ مفید تخصیص نہ ہو۔

کیونکہ اگر "جاءنی رجل" کہا جائے۔ تو "رجل"

"جاء" کیلئے فاعل لفظی ہوگا۔ اور سکاکی نے اس کلام کو مفید

تخصیص سے نکالا ہے۔ جب نکالا ہے تو "رجل" کو

مبتدأ بنانا کیسے درست ہوگا۔ کیونکہ یہ مفید تخصیص

نہیں ہے؟

نوٹ:- جواب اگلے صفحہ پر درج ہے:-

Date 24.03.2018

جواب: "رجل جاءنی" یہ مثال مذکورہ قاعدہ سے خارج ہے
سکاکی نے اس مثال کا مستثنیٰ کیا ہے فرماتے ہیں۔ "رجل"
اصل میں مؤخر ہے اور معنوی فاعل ہے نہ کہ لفظی۔
کیوں؟
اسلئے کہ "جاءنی" میں جو مستتر ضمیر ہے وہ "جاء"
کا لفظی فاعل ہے۔ اور "رجل" اسکا بدل ہے۔ اور
فاعل کا بدل معنوی فاعل ہوتا ہے۔ جب معنوی فاعل ہوا
تو اسکی تقدیم بھی مفید تخصیص ہوگی۔ تو اسی بناء پر "رجل"
کو مبتدأ بنانا درست ہوگا۔

نوٹ:- سکاکی نے مسند الیہ نکرہ کو مذکورہ قاعدے سے استثنیٰ کیا ہے۔

دلیل:-
قولہ تعالیٰ:- واسروا النجوی الذین ظلموا:-
"اسروا" کا "واؤ" فاعل لفظی ہے۔ اور "الذین ظلموا" اس
سے بدل ہے۔ بالکل اسی طرح "رجل جاءنی" بھی
ہے۔

قیاس کرنے کی ضرورت کیوں؟
تاکہ تخصیص کا سبب فوت نہ
ہو جائے۔ کیونکہ تخصیص کا سبب اسکے علاوہ اور کوئی
نہیں ہے۔ یعنی:- اس فرض کرنے کے علاوہ کہ وہ اصل
میں مؤخر تھا۔ اس بناء پر کہ وہ معنوی فاعل ہے۔

Date 24-03-2014

اگر نکرہ "رجل جاءنی" میں تخصیص پیدا نہیں کرتے تو رجل

کا مبتدأ واقع ہونا صحیح نہ ہوتا۔

بخلاف المعرف (فانہ یجوز وقوعہ ...)

سوال 12 اگر مسند الیہ معرف ہو تو کیا کوئی تخصیص کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

جواب اگر مسند الیہ معرف ہے تو اس میں تخصیص کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیوں؟

اسلئے کہ معرف کو بغیر کسی تخصیص کے مبتدأ بنانا جائز ہے

زید قام :- میں وجہ بعید کرنے کی ضرورت نہیں۔

رجل جاءنی :- میں وجہ بعید کی ضرورت۔

اعتراض 5 "رجل جاءنی" اس کو وجہ بعید کیوں کہا گیا؟

جواب وجہ بعید اس وجہ سے کہا گیا کہ فعل کی ضمیر کو فاعل بنانا

پھر اسم ظاہر کو اس ضمیر سے بدل بنانا۔ یہ کلام عرب میں بہت

کم واقع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وجہ بعید کہا۔

اعتراض 6 "رجل جاءنی" اس مثال میں سکاکی نے کہا "جاءنی" میں

ضمیر جو اس سے بدل ہے۔ اگر نکرہ تثنیہ یا جمع ہو تو اس

وقت بھی ضمیر تثنیہ یا جمع کی نکالنی ہوگی۔ جو کہ غلط

ہے۔ "جاءانی رجلان" و "جاؤنی رجال" کیوں کہنا

بھی نہیں ہے، تو سکاکی نے "جاءنی" میں کیسے ضمیر

نکال کر تبدل منہ بنائی؟

Date 24.03.2018

جواب۔ سکاکی کی یہ مراد نہیں ہے کہ "رجل جاءنی" میں "رجل" حقیقۃً بدل ہے۔ فاعل نہیں ہے۔ کیونکہ اسطرح کوئی عاقل بندہ کہہ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ بات فاضل انسان "سکاکی" کسطرح کہہ گئے۔

علامہ سکاکی کی مراد یہ ہے کہ "رجل جاءنی" میں "رجل" کو تخصیص کرنے کیلئے فرض کیا گیا تھا۔ اسکی اصل:- جاءنی رجل ہے۔ "رجل" بدل ہے نہ کہ فاعل لفظی:- اگر ہم "رجل جاءنی" کی اصل "جاءنی رجل" نہ کہتے تو "رجل" کے اندر تخصیص پیدا نہ ہوتی۔ اور اسکو مسند الیہ یعنی مبتدا بنانا جائز نہ ہوتا:-

شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ جس طرح "رجل جاءنی" کی اصل "جاءنی رجل" تھی۔ اسی طرح "رجلان جاءانی" کی اصل "جاءانی رجلان" ہے۔ اور "رجال جاءنی" کی اصل "جاؤنی رجال" ہے۔ کیونکہ یہ فاعل معنوی ہے نہ کہ فاعل لفظی:-

اب شارح علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ کہ یہ صرف فرضی اور اعتباری باتیں ہیں۔ حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے:-

leaf

Date 24.03.2018

سوال 13: ثم قال "السکاکی" وشرطه "أی: وشرط کون المنکر..... الخ

اس عبارت کی وضاحت فرمایئے؟

جواب: مسند الیہ نکرہ اگر مقدم ہو تو وہ تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ لیکن علامہ سکاکی نے اسکیلئے "2" شرطیں لگائی تھیں۔ جنکا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اب یہاں سے سکاکی نے تیسری شرط بیان ہو گی۔ وہ تیسری شرط یہ ہے کہ "کوئی تخصیص سے

مانع موجود نہ ہو"۔ یعنی:۔ مسند الیہ نکرہ میں پہلے والی 2 شرطیں موجود ہیں۔ لیکن تخصیص سے کوئی مانع موجود ہے تو اسکی تقدیم مفید تخصیص نہ ہوگی۔ اگر پہلے والی دونوں شرطوں کے ساتھ کوئی تخصیص سے مانع موجود نہیں ہے تو یہ تقدیم مفید تخصیص ہوگا!۔

مثال:۔ رجل جاءنی:۔ اسمیں کوئی مانع نہیں ہے

رجل جاءنی لا امرأة:۔ تخصیص جنس کا فائدہ ہوا۔

رجل جاءنی لا رجلان:۔ تخصیص واحد کا فائدہ ہوا:۔

پیش نظر مثال:۔ اس مثال میں تخصیص سے مانع موجود ہے:۔

مذکورہ مثال میں تخصیص جنس اور واحد دونوں مراد لینا درست نہیں ہے۔

تخصیص جنس کے ممتنع ہونے کی وجہ:۔ اگر تخصیص جنس مراد

Date 24-03-2018

ہے تو عبارت یوں ہوگی کہ "شرٌ اھرَّ ذاناب لا خیر"

کتے کو بھونکانے والی "2" چیزیں ہوئیں۔ ۱- شر ۲- خیر

متکلم نے "خیر" کی نفی کرکے "شر" کو خاص کیا:- حالانکہ

کتے کو "خیر" بھونکاتا بھی نہیں ہے جب بھونکاتا نہیں تو

"خیر" کی نفی کرکے "شر" کو خاص کرنا بھی درست نہ ہوا:-

تخصیص واحد کے ممتنع ہونے کی وجہ:-

اگر تخصیص واحد مراد لیے تو عبارت

یوں ہوگی کہ "شرٌ اھرَّ ذاناب لا شران"

یعنی کتے کو ایک شر

بھونکایا

نہ کہ دو نے:- یہ معنی اس کلام کے مواقع سے

بہت دور ہے۔ ہیں:- یعنی:- اہل عرب اسطرح کے کلام

سے یہ مراد نہیں لیتے۔ کہ ① شر نے بھونکایا ② شر نے نہیں۔

جب اہل عرب مراد نہیں لیتے۔ تو تخصیص بھی نہیں ہوگی:-

"واذا قد صرح الائمۃ بتخصیصہ حیث"

اعتراض: سکاکی نے فرمایا کہ "شرٌ اھرَّ ذاناب" اس کلام میں تخصیص نہیں

ہے۔ حالانکہ نحویوں کے نزدیک تو اس کلام سے تخصیص

پیدا ہوتی ہے؟ اسلیئے "ما اھرَّ ذاناب الّا شرٌ" "ما، و الّا" سے تخصیص ہوئی ہے

جواب: تخصیص کی "3" قسمیں ہیں:- جو کہ درج ہیں:-

تخصیص

تخصیص جنس	تخصیص واحد	تخصیص نوعی

Date 24.03.2018

سکاکی نے تخصیص جنس اور تخصیص واحد کی نفی کی ہے

نہ کہ تخصیص نوعی کی :-

اور نحویوں نے "شر اھر ذاناب"

اس کلام میں تخصیص نوعی کو ثابت کیا ہے :-

شرٌ : کو

نکرہ یہ تعظیم و تھویل لیکئے ہے :- مطلب یہ ہے کہ کتے

کو شر عظیم نے بھونکایا - نہ کہ شر حقیر نے :-

" وفیہ ای فیما ذھب الیہ السکاکی "

اعتراض: سکاکی نے کہا کہ تقدیم مفید تخصیص اسوقت ہوگی جب مسند الیہ مقدم

کی تاخیر کو فاعل معنوی بنا کر فرض کرنا جائز ہو اور کر بھی لیا گیا ہو ... ورنہ

سکاکی کے اس مذھب میں مصنف کو نظر ہے وہ اسلئے کہ مصنف

فرماتے ہیں فاعل لفظی جب فاعل رہے گا اور فاعل معنوی جب

تابع رہے گا اسوقت تک تقدیم کے ممتنع ہونے میں

دونوں برابر ہیں ؛ سکاکی نے پھر صرف تقدیم کے ممتنع ہونے میں

صرف فاعل لفظی کو خاص کیا ؛ فاعل معنوی کی تقدیم کو جائز

کرنا فاعل لفظی کے علاوہ یہ "تحکم" (زبردستی) ہے ؟

جواب: ... :- علامہ سکاکی فرماتے ہیں - فاعل لفظی ، فاعل معنوی

کے درمیان فرق ہے - جب فرق ہوا تو یہ "تحکم" نہیں کہلائے

گا - فرق یہ ہے :- فاعل کو فاعلیت کے معنیٰ سے خالی کرنا ممتنع ہے

Date 25-03.2018

فاعل معنوی کے اندر سے تابعیت کے معنیٰ کو ختم کرنا جائز ہے۔

آگے علامہ سکاکی فرماتے ہیں کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ

فاعل کو فاعل رہتے ہوئے فعل پر مقدم کرنا ممتنع ہے تو اس وجہ

سے فاعل لفظی کو فعل پر مقدم کرنا ممتنع ہوا۔

اور فاعل معنوی

کے اندر سے تابعیت کے معنیٰ ختم کرنا جائز ہے۔ تو اس وجہ سے

فاعل معنوی کو مقدم کرنا جائز ہوا۔

کذا تجویز الفسخ :- مذکورہ جواب کا رد :-

سکاکی کے جواب کا رد :-

شارح نے اعتراض کیا کہ فاعل لفظی میں فسخ کرنا ناجائز اور

فاعل معنوی میں فسخ جائز قرار دینا درست نہیں ہے۔

اسلئے کہ ان دونوں کی فسخ اور تقدیم جائز ہے۔ جسطرح

تابع سے فسخ کرنا تابعیت کے معنیٰ کو جائز ہے اسی طرح

فاعل لفظی سے فاعلیت کے معنیٰ کو فسخ کرنا جائز ہے۔

جب تک

فاعل کی تقدیم اسی وقت ممتنع ہے جبکہ وہ فاعل ہو ورنہ

نہیں :- جیسے :- زید قام اصل میں قام زید تھا۔ تو زید

کے اندر سے فاعلیت کے معنیٰ ختم کر کے "زید" کو مبتدا

بنا دیا گیا۔ جیسے :- "جرد قطیفة" اصل میں "قطیفة جرد"

جرد صفت تھا۔ تابع کے معنیٰ ختم کر کے مقدم کیا اور مضاف بنا دیا گیا ہے۔

leaf

Date 25-03-2018

امتناع التقديم التابع :- یہاں سے بھی سکاکی کے جواب کا رد کرنا مقصود ہے :- سکاکی کا جواب :- فرماتے ہیں فاعل معنوی کی تقدیم کے جائز اور فاعل لفظی کی تقدیم ناجائز ہونا تحکم نہیں ہے :- شارح کا رد :- تابع جب تابع ہے اسکی تقدیم کے ممتنع پر تمام نحات کا اجماع ہے۔ مگر ضرورت شعری کی بناء پر تابع کو تابع باقی رکھتے ہوئے متبوع پر مقدم کرنا جائز ہے :-

شعر :- الا یا نخلۃ من ذات عرق
علیک ورحمۃ اللہ السلام

السلام → معطوف علیہ
رحمۃ اللہ → معطوف

شارح نے فرمایا تابع جب تک تابع ہے اسکی تقدیم کے ممتنع کا انکار کرنا یہ "مکابرہ" (عناد) ہے۔
جب فاعل کیطرح تابع کی تقدیم ممتنع ہے۔ تو ایک کی تقدیم کو جائز قرار دینا اور ایک کی ناجائز قرار دینا "تحکم" کہلاتا ہے

والقول بان فی حالۃ :-

اعتراض: سکاکی نے فرمایا :- اگر فاعل لفظی کو فاعلیت سے نکال کرکے اسکو مقدم کرکے مبتدأ بنا دیا گیا تو فعل کا فاعل سے خالی ہونا لازم ہوگا۔ جو کہ محال ہے۔ بخلاف تابع کے اگر ہم تابع کو

Date 25-03-2018

تابعیت کے معنیٰ سے نکال کر کے مبتدا بنایا جائے تو

بھی کوئی نقصان نہیں۔ زیادہ سے زیادہ متبوع کا

بغیر تابع کے پایا جانا لازم ہوگا؟

جواب۔ لأن مقدا اعتبار محض: فاعل کو مقدم کرنے کی صورت

میں فعل کا فاعل سے خالی ہونا ایک اعتباری و خیالی ہے

ورنہ واقع میں ایسا نہیں ہے۔ اسلئے کہ فعل کی ضمیر اسکی

فاعل ہوگی۔ جب ضمیر ہے۔ تو فعل کا فاعل سے خالی ہونا لازم

نہیں آئے گا۔

"ثم لا نسلم انتفاء التخصیص..."

امام سکاکی کا "رجل جاءنی" میں یہ کہنا کہ "رجل" کو

اگر مسند الیہ نکرہ کو مؤخر فرض کرکے مقدم نہ کیا گیا تو تخصیص

نہیں ہوگی۔ یہ بات ہم کو تسلیم نہیں: کیونکہ تخصیص

اسکے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے: "رجل" کی تنوین

"تعظیم" یا "تھویل" وغیرہ وغیرہ کیلئے ہو۔ تخصیص نوعی

حاصل ہوگی: جیسے: "شر اهر ذاناب" یہاں پر تخصیص نوعی

حاصل ہے۔

اعتراض: مصنف نے کہا کہ تخصیص کا ایک ہی سبب ہے وہ یہ ہے (سکاکی نے کہا)

کہ فاعل معنوی کو مؤخر فرض کیا گیا ہو اور کہا بھی ہو: یہ درست

Date 25-03-2018

نہیں ہے، کیونکہ یہ بات سکاکی سے ثابت بھی نہیں ہے،

جواب: اگرچہ صراحۃً ذکر نہیں کیا۔ لیکن "مفتاح العلوم" کی اس عبارت

"انما یرتکب ذلک الوجہ البعید عند المنکر لفوات شرط الابتداء"

سے دلالۃً ثابت ہوا ہے:- کہ سکاکی کا تخصیص کی

ایک ہی صورت ہے کوئی اور نہیں ہے۔

اعتراض: "سکاکی" نے کہا کہ "شر اھر ذا ناب" میں تخصیص نہیں ہے

اس بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں،

حالانکہ اس میں تخصیص

ہے، کس طرح؟

جواب: شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:- "شر اھر ذا ناب" میں

تخصیص ہے۔

وہ اس طرح کہ "علامہ عبد القاہر"

نے فرمایا ہے:- کہ

کتے، کو کبھی "شر" بھونکاتا ہے۔

کبھی "خیر" بھی بھونکاتا ہے

جب "مصنف" نے "شر"

کی نفی کی:- تو "خیر" جنس ثابت ہوگئی۔

جب "شر"

کی جنس کی نفی کو ثابت کیا۔ تو جنس خیر کی نفی ہوئی

تو تخصیص جنس حاصل ہوئی:-

کیسے کہا گیا تھا کہ تخصیص حاصل نہیں ہوتی؟

Scanned by CamScanner

Date 25-03-2018

سوال ۱۴: "زید قائم" کیا اس میں تقوی الحکم ہے یا نہیں؟

جواب: علامہ سکاکی نے فرمایا: کہ "زید قائم" میں دو احتمال ہیں:

پہلا احتمال:-
"زید قائم" میں تقوی الحکم ہے

کس طرح:-
"زید قائم" یہ "ھو قام" کے قبیل سے ہے
"ھو قام" میں تقوی الحکم ہے۔ تو ٹھیک اسی طرح
"زید قائم" میں بھی "تقوی الحکم" ہے۔ اس لئے کہ "قائم"
میں ایک ضمیر ہے۔ قیام کی نسبت زید کی طرف دوسری
بار اس مستتر ضمیر کی طرف۔ جب تکرار اسناد ہوا تو تقوی
الحکم بھی متحقق ہوا:-

دوسرا احتمال:-
"زید قائم" میں تقوی الحکم نہیں ہے

کس طرح:-
"زید قائم" یہ "اسم جامد" کے مشابہ ہوگا۔

جس طرح اسم جامد "غائب":- ھو رجل:-
"متکلم":- انا رجل:-
"حاضر":- انت رجل:-

ان تینوں میں بدلتا نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طرح

"قائم بھی" غائب":- ھو قائم:-
"متکلم":- انا قائم:-
"حاضر":- انت قائم:-

تینوں حالتوں میں نہیں بدلے گا:-

Date 25-03-2018

"قائم" ضمیر سے خالی ہونے کی بناء پر علامہ سکاکی کے

"بقرب" استعمال کیا "نظیرہ" نہیں کہا۔

مصنف نے "تشبیہ" فعل ماضی استعمال کیا ہے۔

لیکن بعض نسخوں میں (تشبیہ) مصدر مجرور آیا ہے

یعنی:۔ اس "تضمنہ" پر معطوف ہونے کی بناء پر مجرور ہوگا

مصنف کا قول "یقرب" کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ "زید قائم"

میں کچھ تقوی ہے۔ لیکن "زید قام" کی طرح نہیں ہے۔

اول:۔

"قائم" میں ضمیر ہونے کی بناء پر تقوی ہوگی۔

ثانی:۔

"قائم" ضمیر سے خالی ہونے کی بناء پر اسم جامد

کے مشابہ ہے۔ جب مشابہ ہوا تو تکرار نہیں

ہوگی۔ جب تکرار نہ ہوگی تو تقوی الحکم بھی نہ رہا۔

اور اسی وجہ سے مصنف نے فرمایا:۔

"قائم" پر جملہ ہونے کا

حکم نہیں لگایا جائیگا۔ اور نہ ہی "قائم" پر جملے کے احکام

جاری کیے جائے گے:۔ **یعنی**:۔ جسطرح جملہ مبنی کے حکم میں ہوتا

ہے "قائم" مبنی کے حکم میں نہیں ہوگا۔ نہ ضمیر کے ساتھ اور

نہ ہی اسم ظاہر سے:۔

بلکہ اسکو مفرد کی طرح اعراب دیا جائیگا۔

Date 29-03-2018

حالت رفعی :۔ رجلٌ قائمٌ :۔

حالت نصبی :۔ رجلاً قائماً :۔

حالت جری :۔ رجلٍ قائمٍ :۔

سوال نمبر مسند الیہ کی تقدیم کب لازم کی طرح ہوتی ہے؟

جواب "مثل" اور "غیر" :۔ جب انکو بطور کنایہ استعمال کیا جائے۔ تو ایسی صورت میں مسند الیہ کی تقدیم واجب نہیں ہے۔ لیکن لازم کی طرح ہے

جیسے :۔ مثلک لا یبخل :۔ یعنی :۔ انت لا یبخل :۔

غیرک لا یجود :۔ یعنی :۔ انت لا یجود :۔

کنایہ یہ معنی ہیں :۔ تو بخیل نہیں ہے۔ تو سخی ہے۔

یہ اُس وقت معنی حاصل ہونگے۔ جب غیر مخاطب سے تعریض مقصود نہ ہو۔

اسلئے کہ اگر تعریض مقصود ہوئی

تو یہ کلام کنایہ نہ ہوگا۔

تعریض کی صورت :۔ متکلم "مثل" اور "غیر" سے مراد مخاطب کی مثل یا غیر مثل مراد لے تو یہ تعریض ہوگی :۔

تو اس صورت میں "مثل" اور "غیر" کلازم نہیں ہوگا :۔

leaf

Date 31-03-2018

غیر تعریض :-

متکلم "مثل" اور "غیر" سے مراد مخاطب

کا مثل اور غیر مثل مراد نہ لے تو یہ غیر تعریض ہوگی۔

تو اس صورت میں "مثل" اور "غیر" کلازم ہوگا۔

اعتراض ۱: "کلازم" کیوں کہا "لازم" کیوں نہیں کہا؟

جواب: "2" وجوہات کی بناء پر "کلازم" کہا۔ لازم نہیں کہا۔

پہلی وجہ :-

"مثل" اور "غیر" اگر مقدم ہونگے تو کنایہ

کا معنیٰ حاصل ہوگا۔ اور کنایہ "صراحۃ" سے زیادہ

بلیغ ہوگا۔ عند البلغاء :-

اور ہم پڑھ ہی بلاغت رہے ہیں۔

دوسری وجہ :-

اگر "مثل" اور "غیر" مقدم ہوگا۔ تو ایسی صورت

میں تکرار اسناد کا فائدہ حاصل ہوگا۔ اور تکرار کی صورت

میں "تقوی الحکم" کا فائدہ ہوگا۔

اعتراض ۲: کسی نے کہا آپ نے "کلازم" کہا اس کا مطلب یہ ہوا

"مثل" اور "غیر" کبھی مقدم ہونگے اور کبھی مؤخر؟

کیا یہ مطلب درست ہے یا نہیں؟

جواب: ولیس معنیٰ قولہ "کلازم" ... الخ :-

اگرچہ قیاس کا یہی تقاضا ہے

لیکن "مثل" و "غیر" مقدم ہو کر ہی استعمال ہوتے ہیں۔ "دلائل الاعجاز"

میں اس پر دلیل موجود ہے۔

Date 05-04-2018

تعریف المسوّر :-

جو سور سے ملا ہوا ہو :-

تعریف السوٗر :-

جو لفظ کمیت و تعداد کو بیان کرے :-

جیسے :- کل ، بعض ، جمیع وغیرہ وغیرہ :-

تعریف العموم النفی :-

ہر ہر فرد سے نفی کرنا :-

شمول نفی + عموم نفی + عموم سلب

تعریف النفی العموم :-

جملہ افراد (جماعت) سے نفی کرنا۔

نفی شمول + سلب عموم + نفی عموم

تعریف تاکید حکم :- حکم کو تکرار کے ساتھ ثابت کرنا۔

تعریف تاسیس حکم :- حکم کو جدید شئے سے ثابت کرنا۔

سوال [11] اگر مسند الیہ کے ساتھ حرف سوٗر ملا ہوا ہو تو مسند الیہ کس چیز کا فائدہ دے گا؟

جواب اگر مسند الیہ کے ساتھ حرف سوٗر ملا ہوا ہے تو اسکی "2" صورتیں بنیں گی۔ جو کے درج ذیل ہے ؛

پہلی صورت :-

پہلی شرط :- مسند الیہ پر حرف سوٗر کل داخل ہو دوسری شرط :- مسند حرف نفی کے ساتھ ملا ہوا ہو

Date 05-04-2018

اگر دونوں شرائط ایک ساتھ پائی گئیں۔ تو مسند الیہ کو مقدم کرنا واجب ہے:۔

وجہ:۔
تاکہ مسند الیہ کی تقدیم عموم نفی پر دلالت کرے۔

مثال:۔ کل انسان لم یقم:۔
اب یہاں پر قیام کی نفی انسان کے ہر ہر فرد سے ہوگی!۔

دوسری صورت:۔
اگر دونوں شرائط نہ پائی جائے۔ یا کوئی ایک نہ پائی جائے۔ تو ایسی صورت میں مسند الیہ مؤخر ہوگا۔

وجہ:۔
تاکہ مسند الیہ کی تاخیر سلب نفی عموم پر دلالت کرے

مثال:۔ لم یقم کل انسان:۔
اب یہاں پر قیام کی نفی انسان کے ہر ہر فرد سے نہ ہوگی۔ بلکہ بعض سے نفی ہوگی۔ بعض سے نفی نہ ہوگی۔

سوال 17: مسند الیہ کی شرائط پائے جانے کے وقت تقدیم مسند الیہ عموم نفی اور تاخیر کی صورت میں نفی عموم کا فائدہ دیتی ہے؟ اسکی کیا وجہ ہے؟

لئلا یلزم ترجیح ...... خیر من الافادۃ

جواب: اگر شرائط کے پائے جانے کے وقت تقدیم کو عموم نفی کیلئے اور تاخیر کو سلب نفی کیلئے نہ مانا گیا۔ تو تاکید کو تاسیس

Date 05.04.2018

کو ترجیح دینا لازم آئے گی۔
حالانکہ تاسیس، تاکید سے

راجح ہے۔
وجہ:-
کیونکہ تاکید میں حکم کو تکرار کے ساتھ بیان کیا ہوتا

ہے۔ یعنی:- اعادہ ہوتا ہے
اور تاسیس میں افادہ ہوتا

ہے۔ اور افادہ، اعادہ سے زیادہ بہتر ہے۔

سوال ۱۴ مسند الیہ کی تقدیم اور تاخیر کی صورت میں اگر ایک

ہی معنی مراد لیتے تو تاکید لازم آتی؟
اب سوال یہ ہوا کہ

تاکید کیسے لازم آرہی ہے؟

جواب کل انسان لم یقم:- یہ عموم نفی کی مثال ہے۔
اگر ہم اسی مثال سے نفی عموم کا معنی مراد لیتے تو تاکید
لازم آتی:- وہ کس طرح؟
اسکی تفصیل درج ہے۔

انسان لم یقم:- یہ قضیہ موجبہ مہملہ ہے۔
موجبہ کیسے ہے؟
اسلئے کہ یہں انسان کیلئے عدم القیام کے
ثبوت کا حکم ہے
عدم قیام کا ثبوت اس بناء پر ہے کہ
حرف سلب محمول کا جزء بن کر واقع ہو رہا ہے

Date 07.04.2018

مہملہ کیسے ہے؟

اس لئے کہ اس میں لفظ "سور" ذکر نہیں ہے۔

اب "انسان لم یقم" یہ موجبہ مہملہ ہے

↓

اور موجبہ مہملہ

↓

سالبہ جزئیہ کے بمنزلہ ہوتا ہے۔

نتیجہ:-

جب "کل" کے داخل کرنے سے پہلے "نفی عموم" کا معنیٰ حاصل ہو رہا تھا۔

اب "کل" کے داخل کرنے کے بعد بھی وہی معنیٰ حاصل ہو رہا ہو۔ تو تکرار یعنی تاکید ثابت ہوگی۔

حالانکہ تاکید سے تاسیس بہتر ہے۔ تو اس بناء پر "کل" سے پہلے "نفی عموم" کا معنیٰ ہوگا۔

اور "کل" کے داخل کرنے کے بعد "عموم نفی" کا معنیٰ حاصل ہوگا۔

تو ایسی صورت میں "تاسیس" ہوگی۔ جو کہ درست ہے۔

سوال 19: مسند الیہ تاخیر کی صورت میں ایک ہی معنیٰ مراد لینے میں تاکید کیسے لازم آ رہی ہے؟

جواب: لم یقم انسان:- یہ "نفی عموم" ہے۔

اگر ہم اسی مثال سے "عموم نفی" کے معنیٰ بھی مراد لیتے تو تاکید لازم آتی۔ اسکی تفصیل اگلے صفحے پر درج ہے۔

Date 07.04.2018

لم یقم انسان

↓

یہ "سالبہ مہملہ" ہے۔

↓

اور "سالبہ مہملہ"

↓

"سالبہ کلیہ" کے بمنزلہ ہے۔

حاصل:-

اگر ہم "لم یقم انسان" عموم نفی کا مراد لے اور "کل" کے بعد بھی "عموم نفی" کا مراد لے تو یہ تو سابقہ حکم کیلئے تاکید ہو جائے گی۔ حالانکہ تاکید سے تاسیس اولی ہے۔ تو اس بناء پر "لفظ کل" سے پہلے "نفی عموم" کا معنی حاصل ہوگا۔ اور "لفظ کل" کے داخل ہونے کے بعد "عموم نفی" کا معنی حاصل ہوگا۔ تو ایسی صورت میں تاسیس حاصل ہو جائے گی۔

سوال:- مصنف نے کہا "سالبہ مہملہ" یہ "سالبہ کلیہ" کے بمنزلہ ہے۔ حالانکہ کے لوگوں میں تو مشہور ہے کہ "سالبہ مہملہ" یہ "سالبہ جزئیہ" کے بمنزلہ ہے؟

جواب- "سالبہ مہملہ" "سالبہ کلیہ" کے بمنزلہ ہوتا ہے۔ اسکی "3" شرائط ہیں۔ جو درج ہیں۔

پہلی شرط:-

موضوع سیاق نفی میں واقع ہو۔

دوسری شرط:-

موضوع نکرہ ہو۔

leaf

Date 07-04-2018

تیسری شرط:-
موضوع نکرہ ہو لیکن "لفظ کل" داخل نہ ہو۔

مثال:- لم یقم انسان:

اور جو لوگوں کے ہاں مشہور ہے کہ "سالبہ مہملہ" یہ "سالبہ جزئیہ"
کے بمنزلہ ہوتا ہے۔ اسکی بھی "3" شرائط ہیں۔ جو درج ہیں

پہلی شرط:-
موضوع معرفہ ہو۔
مثال:- الانسان لم یقم:

دوسری شرط:-
موضوع نکرہ ہو۔ لیکن اس سے پہلے حرف نفی نہ ہو۔
مثال:- انسان لم یقم

تیسری شرط:-
موضوع نکرہ ہو۔ اس سے پہلے حرف نفی بھی ہو۔ لیکن اس
پر "لفظ کل" داخل نہ ہو: مثال:- لم یقم کل انسان
تو ایسی صورت "سالبہ مہملہ" یہ
"سالبہ جزئیہ" کے بمنزلہ ہوگا۔

نتیجہ:- تو لوگوں اور
مصنف کے مابین فرق ہوگیا:-

سوال 12 "فیہ نظر لأن النفی عن الجملۃ فی الصورۃ الاولی ..... الخ"
عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب اب یہاں سے 05 اعتراضات کا بیان کرنا شروع ہوگا
جو مذکورہ دلیل پر ہوا تھا۔
پہلا اعتراض یہ صورت اولی وثانیہ
پر ہوگا۔

Scanned by CamScanner

Date 08.04.2018

دوسرا اور تیسرا اعتراض صورت ثانیہ پر ہوگا:-

لان النفی عن الجملۃ فی الصورۃ الاولی ...... فاندفاع المنع ظاھر

پہلا اعتراض:-

کسی نے اعتراض کیا کہ دعویٰ کو ہم مانتے ہیں.

لیکن جو دلیل دی ہے۔ اُسکو ہم تسلیم نہیں کرتے:-

صورت اولیٰ "موجبہ مہملہ" "انسان لم یقم" عموم نفی اور نفی عموم

دونوں معانی کا فائدہ "انسان" نے دیا:-

صورت ثانی "سالبہ مہملہ" "لم یقم انسان" نفی عموم اور عموم نفی

دونوں معانی کا فائدہ "انسان" نے دیا۔

اب جب "لفظ کل" ان پر داخل کریں گے۔ تو اسناد

"کل" کی طرف ہوگی۔ اب وہ اسناد زائل ہوگی۔ جو "انسان"

کی طرف تھی۔ جب "کل" کی طرف اسناد ہوگی۔ اب

"کل" سے وہ معنیٰ لے سکتے ہیں۔ جو انسان دے گا۔

تو صورت اولیٰ میں "سلب عموم" کا معنیٰ حاصل ہوگا۔

اور صورت ثانیہ میں "عموم نفی" کا معنیٰ حاصل ہوگا۔

تو اس صورت میں "تاکید" نہ رہی۔ بلکہ تاسیس ہوگی۔

یہ اعتراض اُسوقت ہوگا۔ جب تاکید سے مراد تاکید اصطلاحی

مراد ہو۔

تاکید لغوی میں اعتراض نہیں ہوگا

leaf

Date 08.04.2018

"لان الصورة الثانية يعنى السالبة المهملة ..... احد التاكيدين معا الخ":

دو/ا اعتراض :-

تاخیر مسند الیہ کی صورت میں "کل" کے بغیر

"عموم نفی" کا معنی حاصل ہوگا۔ اور "کل" کے داخل کرنے کے

بعد "نفی عموم" کا معنی حاصل ہوگا۔

اسلئے کہ اگر "کل" کے داخل

کرنے کے بعد بھی "عموم نفی" کا معنی لے تو "تاکید" ہوگا۔ تاسیس نہیں۔

اس بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے!

اسلئے ہم اس بات کو سمجھتے ہیں

اگر "کل" داخل کرنے کے بعد "عموم نفی" یا "نفی عموم" کے معنی مراد

لیے تب بھی "تاکید" ہوگی۔ دو تاکیدوں میں سے ایک تاکید

کو ترجیح دینا لازم آئے گا۔

وجہ :- صورتِ ثانیہ سالبہ مہملہ

"کل" کے بغیر "عموم نفی" کا معنی ہوگا۔

جب "عموم نفی" کیلئے ہوگا

تو "نفی عموم" کیلئے بھی ہوگا۔ اس وجہ سے کہ "نفی عن کل فرد"

خاص ہے۔ اور "نفی عن الجملة" عام ہے۔ تو خاص، عام کو

لازم ہوتا ہے۔ جہاں "نفی عن کل فرد" ہوگا۔ وہاں "نفی عن الجملة الافراد"

بھی ہوگا۔ تو "کل" کے بغیر "عموم نفی" اور "نفی عموم" دونوں کا فائدہ دیا

اب "کل" کے داخل کرنے کے بعد "نفی عموم" کا معنی حاصل کیا۔ تو یہ

تو تاکید ہوئی۔ تاسیس نہ ہوئی:-

Date 08-04-2018

"ومایقال ان الدلالۃ لم یقم ...... بطریق الالتزام فلا یکون تاکیدا"

دوسرے اعتراض کا جواب:-

لم یقم انسان:- "نفی عن کل فرد" کا معنیٰ دلالت مطابقی کے طور پر ہے۔ اور "نفی عن الجملۃ الافراد" کا معنیٰ دلالت التزامی کے طور پر ہے۔

اب جب "لم یقم کل انسان" میں نفی عن الجملۃ الافراد" دلالت التزامی کے طور پر ہے۔ اور "لم یقم کل انسان" میں نفی عن الجملۃ الافراد" دلالت مطابقی کے طور پر ہے۔

تو اب تاکید نہ ہوئی۔

وجہ:-

اسلئے کہ تاکید کیلئے دلالتیں متحد ہوں۔ اور مذکورہ مثالوں میں دلالتیں متحد نہیں ہے۔

تو اب تاکید نہ ہوئی:-

"ففیہ نظر، اذلو اشترط .... ھذا المعنیٰ بطریق الالتزام"

مذکورہ جواب کا رد:-

اگر تاکید میں 2 دلالتوں کے اتحاد کو شرط قرار دے دیا جائے تو "کل انسان لم یقم" کا نفی عن الجملۃ الافراد" پر محمول کرنا۔ تو اس صورت تاکید نہ ہونی چاہیے۔

کیوں؟ اسلئے کہ

"انسان لم یقم" نفی عن الجملۃ الافراد" کا معنیٰ دلالت التزامی

leaf

Date 08-04-2018

کے طور پر ہے، اور "کل انسان لم یقم" نفی عن الجملۃ "الافراد

کا معنیٰ دلالت مطابقی کے طور پر ہے۔

اب اتحاد دلالتین:

ہونے کی بناء پر تاکید نہ ہونی چاہیے۔ لیکن سابق میں اسکو

تاکید قرار دیا ہے۔

تو یہ بات ثابت ہوئی کہ تاکید کیلئے

اتحاد دلالتین شرط نہیں ہے:۔

"وان النکرۃ المنفیۃ اذا عمت ...... باعتبار عدم السور"

تیسرا اعتراض:۔ "لم یقم انسان" اس مثال کو مصنف نے

مہملہ کا نام دیا ہے حالانکہ یہ مہملہ نہیں بلکہ سالبہ کلیہ ہے۔

وہ کسطرح؟

اسطرح کہ "انسان" نکرہ تحت النفی واقع ہے۔

تو اس میں عموم پایا جائیگا۔ جب عموم ہو گیا تو اس صورت میں

انسان کے ہر فرد سے قیام کی نفی ہوگی۔

تو یہی تو سور کا

مطلب ہوتا ہے:۔

نتیجہ:۔ مصنف کا یہ کہنا غلط ہوا کہ

سور نہ کی بناء پر "لم یقم انسان" کا نام مہملہ رکھا ہے

بلکہ

"لم یقم انسان" میں سور کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اسکا

سالبہ کلیہ کا نام دو!۔

Date 09-04-2018

"قال عبد القاهر ان کلمة کل داخلة ..... لا تقطع کل حلاف مھین"

سوال[22] اگر "کل" حرف نفی میں داخل ہو۔ اور حرف نفی مقدم ہو تو اس صورت میں "عموم نفی" یا "نفی عموم" کا معنی حاصل ہوگا؟

جواب قال عبد القاهر:۔
اگر "لفظ کل" حرف نفی میں داخل ہو۔ اور حرف نفی مقدم ہو۔ خواہ وہ "کل" نفی کا معمول ہو یا معمول نہ ہو۔ اور خبر فعل ہو یا خبر فعل نہ ہو۔ یا وہ فعل منفی کا معمول ہو۔ ان تمام صورتوں میں اصل فعل کی نفی نہ ہوگی۔ بلکہ "نفی عن جملة الافراد" کا فائدہ حاصل ہوگا۔

خبر فعل ہو اسکی مثال:۔
ما کل ما یتمنی المرء یدرکه
تجری الریاح بمالا تشتھی السفن

خبر فعل نہ ہو اسکی مثال:۔
ما کل متمنی المرء حاصلا:۔

ترجمہ:۔
آدمی جس چیز کی تمنا کرے ضروری نہیں کہ وہ اسکو پالے:۔

فعل منفی معمول کی مثال:۔
ما جاءنی القوم کلھم ۔ فاعلی کی مثال:۔

ما جاءنی کل القوم : ۔ فاعلی کی مثال:۔

مفعول متاخر کی مثال:۔
لم اخذ کل الدراھم:۔

Date 09.04.2018

مفعول مقدم کی مثال:

کل الدراهم لم اخذ:

ان تمام صورتوں میں نفی شمول کا فائدہ ہوگا. نہ کہ اصل فعل کی طرف اور کلام اس بات کا فائدہ دے گا۔ کہ فعل یا صیغہ صفت لفظ کل کے مضاف الیہ میں سے بعض کیلئے ثابت ہے۔ اور دوسرے بعض سے منتفی ہے۔ اور یہ فائدہ اُسوقت دیگا۔ جب کل معنی اس فعل یا اس صیغہ صفت کا فاعل ہو جو فعل یا صیغہ صفت کلام میں مذکور ہو۔ اور اگر لفظ کل فعل یا صیغہ صفت کا مفعول ہو تو اسوقت یہ فائدہ دے گا کہ فعل یا صیغہ صفت لفظ کل کے مضاف الیہ کے بعض کے ساتھ متعلق ہے اور بعض ہے اور دوسرے بعض سے متعلق نہیں ہیں۔

دلیل:

اسکی دلیل خطاب، شہادۃ، ذوق اور استعمال عرب ہیں۔

مذکورہ قاعدہ اکثری ہے کلی نہیں ہے۔

واللہ لا یحب کل مختال فخور۔

واللہ لا یحب کل کفار اثیم:

ولا تطع کل حلاف مھین:

مذکورہ مثال میں "کل" نفی کی جگہ میں ہے۔ پھر بھی نفی شمول کا فائدہ نہیں دے رہا:۔ بلکہ شمول نفی کا فائدہ مل رہا ہے

اگر نفی شمول مانتے تو یہ بات لازمی آتی کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل بعض متکبرین اور بعض ناشکرے گناہ گاروں کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ باطل ہے۔

Scanned by CamScanner

Date 09.04.2018

سوال: والا ای وان لم یکن داخلۃ فی حیز النفی ..... عبارت کی وضاحت کریں

جواب: مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ اگر "کل" نفی کی جگہ میں داخل نہ ہو وہ اس طرح کہ کل نفی پر مقدم ہو اور فعل منفی کا معمول بھی نہ ہو تو اس صورت میں کلام عموم سلب کا فائدہ دے گا۔

مثال :- ذو الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں سرکار علیہ السلام کا "کل ذلک لم یکن" کہنا :-

وضاحت :-
اس مثال میں لفظ "کل" نفی کی جگہ میں نہیں ہے۔
اور عموم سلب کا فائدہ دے رہا ہے۔
یعنی :- قصر اور نسیان دونوں کی نفی کر دی۔
اس میں عموم "2" طریقوں سے ہے۔

پہلا طریقہ :-
سرکار علیہ السلام کا یہ جواب "ام" کے جواب میں واقع ہے۔ اور "ام" کے ذریعے اگر سوال کیا جائے تو اسکا جواب "2" صورتوں میں ہے۔

پہلی صورت :-
دو امروں میں سے کسی ایک کی تعیین کے ساتھ جواب دیا جائے :-

دوسری صورت :-
سائل کو غلط ثابت کر کے جواب دیا جائے۔
دونوں کی نفی کرنا۔

leaf

Date 09-04-2018

دوسرا طریقہ:۔
دوسرا طریقہ مناطقہ کا ہے جب سرکار علیہ السلام نے "کل ذالک لم یکن" فرمایا۔ تو ذوالیدین نے عرض کی کہ "بعض ذالک قد کان" اور یہ موجبہ جزئیہ ہے۔ اور موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ کی نقیض ہے۔ جب ذوالیدین نے نبی کریم علیہ السلام کے کلام کی نقیض میں یہ کہا ہے۔ اور ذوالیدین کا کلام موجبہ جزئیہ ہے تو ضروری اور یہ نبی کریم علیہ السلام کا فرمان "کل ذالک لم یکن" سالبہ کلیہ ہوا۔ اور یہ عموم سلب کا فائدہ دیتا ہے۔

دلیل:۔
ابو نجم کا شعر ہے۔ قد اصبحت ام الخیار تدعی
علی ذنبا کلہ لم اصنع

ترجمہ:۔
میں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کیا جس کا ام خیار نے دعوی کیا ہے گناہوں میں سے:۔

وضاحت:۔
کلہ:۔ مفعول ہونے کی وجہ منصوب ہے۔ لیکن نصب سے رفع کی وجہ عدول کیا۔ اور "کلہ" کو مبتداء بنا دیا گیا۔ اور "لم اصنع" کو خبر بنا دیا گیا۔

اور نصب پڑھنے کی صورت میں "لم اصنع" کے بعد ضمیر نہیں لانی پڑی۔ جبکہ ہم اس پر رفع پڑھیں گے اور "لم اصنع" کے بعدہ ضمیر کو مقدر مانیں گے اور عموم سلب کا فائدہ لینے کی وجہ سے اس نصب سے جو اضمار سے مستغنی ہے۔ اس رفع کی طرف عدول کر لیا گیا۔ جو رفع ضمیر کی طرف محتاج ہوتا ہے۔

یعنی:۔ لم اصنع:

Date 09-04-2018

سوال: مسند الیہ کن مقامات پر مؤخر ہوگا؟

جواب: جس جگہ کسی فائدے کی بناء پر مقام "مسند" کی تقدیم کا تقاضا کرتا ہوگا۔ تو ان جگہوں پر مسند الیہ کو مؤخر کیا جائے گا۔

جیسے:۔ حذف، ذکر، ضمیر، نکرہ وغیرہ وغیرہ

یہ سب مقتضیٰ ظاہر حال کی صورتیں ہیں۔
کلام مقتضیٰ ظاہر حال

کے مطابق ہوگا:۔

سوال: کلام مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کی پہلی صورت لکھیے؟ وضاحت کے ساتھ لکھیے؟

جواب: پہلی صورت:۔
کبھی کلام مقتضیٰ ظاہر کے خلاف بھی لایا جاتا ہے یہ اُس وقت ہوگا۔ جب حال اس خلاف کا تقاضا کرتا ہو۔
تو اس صورت میں

کلام مقتضیٰ ظاہر کے خلاف اور مقتضیٰ حال کے مطابق ہوگا۔

1۔ اسم ظاہر کی جگہ اسم ضمیر کو لانا:۔

جیسے:۔ "نعم الرجل" کی جگہ "نعم رجلا زید" کہا جاتا ہے۔

مقتضیٰ ظاہر:۔
کا تقاضا یہ تھا کہ اسم ظاہر لایا جائے، ضمیر نہ لایا جائے۔

وجہ:۔
اسلئے کہ ضمیر "2" صورتوں میں لائی جاتی ہے۔

پہلی صورت:۔
ضمیر کا مرجع پہلے لفظاً موجود ہو۔

leaf

Date 09-04-2018

دوسری صورت :-

ایسا قرینہ ہو جو مرجع پر دلالت کرے۔

نعم رجلاً زید :-

کی ضمیر کا مرجع لفظاً بھی موجود نہیں ہے اور نہ

ہی معنی موجود ہے۔

مقتضیٰ حال :-

ضمیر لایا جائے۔

وجہ :-

ضمیر کی صورت میں پہلے ابہام ہوگا۔ پھر تفسیر ہوگی۔

اور یہ مدح و ذم کے مناسب ہے۔

مرجع :-

نعم رجلاً زید :-

ضمیر کا مرجع ایسی شئ ہے۔ جو ذہن

میں معقول اور معہود ہے۔

جب "رجلاً" نکرہ لا کر اسکی تفسیر

کی گئی۔ تو "جنس مرد" معقول فی الذہن" ہوئی۔ نہ کہ "جنس عورت"

پھر جب "زید" کہا۔ تو متعین ہو گیا۔ کہ "رجل" "زید" ہے :-

نعم رجلاً زید :- اسکی "2" ترکیبیں ہیں :-

پہلی ترکیب :-

"زید" مبتدأ "ھو" محذوف "خبر" :-

دوسری ترکیب :-

"زید" مبتدأ مؤخر "نعم رجلاً" خبر مقدم :

نوٹ :-

بقایا اگلے صفحہ پر درج ہے :-

Date 09. 04. 2018

يكون الالتزام افراد الضمير ...... من الافعال الجامدة

اعتراض: "نعم" کی ضمیر کا مرجع "زید" ہے۔ اگر تثنیہ یا جمع ہو تو "نعما" "نعموا" ہونا چاہیے؟
حالانکہ ضمیر ہمیشہ مفرد کی آئی ہے؟

جواب: "نعم" افعال جامدہ میں سے ہے۔ بعض نے تو اسکو "اسم" قرار دیا ہے۔ جب "نعم" افعال جامدہ میں سے ہے۔ تو اسکو مفرد لانا لازم ہوگا۔ اور یہ اسکی خصوصیت ہوگی۔

اسم ظاہر کی جگہ اسم ضمیر کی مثال :=
ضمیر شان اور ضمیر قصہ
خلاف مقتضی ظاہر کی مثال ہے۔
اسلئے کہ ان کا مرجع مذکور نہیں ہے۔ جہاں مرجع نہ ہو۔ وہاں مقتضی ظاہر کی خلاف ہوگا۔

هو زيد هي زيد عالم

اعتراض[2]: "هو زيد عالم" تو درست ہے۔ لیکن "هي زيد عالم" کی مثال درست نہیں ہے؟ اسکی وضاحت بیان کریں؟

جواب: مؤنث حقیقی ہو۔
ایسا مؤنث ہو جو نہ تو فضلہ ہو اور نہ فضلہ کے مشابہ ہو۔ تو اس ضمیر کو مؤنث لایا جائے گا۔

جیسے:۔ هي هند مليحة۔
اسی کا نام
ضمیر قصہ ہے۔

leaf

Date 09.04.2018

"زید عالم" مذکر ہے۔

تو "ھی زید عالم" استعمال

نہ ہوگا۔ اور مسموع بھی نہیں ہوگا۔ تو مصنف کا "ھی زید عالم"

کہنا غلط ہوا:-

سوال: "ثم علل وضع المضمر موضع المظھر... الخ" اس عبارت

کی وضاحت بالتفصیل لکھئے؟

جواب: "ضمیر شان و نعم" میں ضمیر لانے کی وجہ بتانا مقصود ہے۔

وجہ یہ ہے کہ

ضمیر کے بعد آنے والی چیز سامع کے ذہن میں

متمکن ہوجاتی ہے۔ اس طور پر جب ضمیر لائی جائے گی تو دیکھے گا اسکا

مرجع کون ہے۔ پھر اسکا انتظار و طلب کرے گا۔

اور جو چیز انتظار

کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہ زیادہ ذہن میں قرار پکڑتی ہے۔

تو اس بناء پر "ظاہر" کی جگہ "ضمیر" لایا:-

اعتراض: "نعم" کے باب میں مذکورہ علت درست نہیں ہے اسلئے کہ

جب تک سامع مفسر کو نہیں سنے گا تب تک سامع کو پتہ نہیں

چلے گا کہ ضمیر ہے یا نہیں؟

جب انتظار نہ ہوا تو سامع کے ذہن

میں جو چیز قرار نہیں پکڑے گی؟

جواب: مصنف کی مراد یہ ہے کہ سامع کو یہ علم ہوگا کہ "نعم" کے

Date 09-04-2018

اندر ضمیر ہے۔ اور مرجع اسکو نظر نہیں آئے گا۔ تو وہ انتظار کرے

گا۔ تو اب سامع کے ذہن میں وہ چیز متمکن ہوگی:۔

سوال خلاف مقتضی ظاہر کی دوسری صورت وضاحت کیساتھ

بیان کریں؟

جواب دوسری صورت:۔

اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا جائے۔

اب یہ خلاف کبھی اسم اشارہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

پہلی غرض:۔

مسند الیہ کو ماعدا سے ممتاز کرکے اسکا غایت اہتمام

مقصود ہوتا ہے۔

اسلئے کہ وہ کسی حکم عجیب کے ساتھ مختص ہوتا ہے

مثال:۔ کم عاقل عاقل اعیت مذاھبہ

وجاھل جاھل تلقاہ مرزوقا

پہلے جاھل کی صفت — پہلے عاقل کی صفت

وضاحت:۔

"ھذا" مسند الیہ ہے۔ "ترک الاوھام" مسند ہے

اور "ھذا" سے حکم سابق غیر محسوس یعنی عاقل کے محروم اور جاھل کے

مرزوق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اس میں ضمیر لانا قیاس تھا۔ لیکن

شاعر نے مسند الیہ کو ممتاز کرنے کیلئے اسم اشارہ کی طرف عدول کیا۔

تاکہ وہ سامعین کو دکھلا سکے کہ یہی چیز "عاقل کو محروم ہونا۔ جاھل

کا مرزوق ہونا" ماعدا سے متعین ہے۔ اس چیز کی بناء پر حکم عجیب

ھذا الذی ترک الاوھام حائرۃ وصیر العالم النحریر زندیقا

Leaf

Date 09-04.2018

(عقلوں کا حیران ہونا عالم نحریر کا کافر ہونا") ثابت کیا گیا ہے۔

اس غرض کی بناء پر شاعر نے اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر "اسم اشارہ"

کو ذکر کیا۔

دوسری غرض:۔

اسم اشارہ لانے کی دوسری غرض یہ ہے۔

اسم اشارہ اس وجہ سے لاتے ہیں۔

تاکہ سامع کا استہزاء اور مذاق

کرنا مقصود ہو۔

مثلاً:۔ سامع نابینا ہو۔ اور کہے

"من ضربنی" آپ جواباً کہے "ھذا ضربک"

وضاحت:۔

قیاس یہ تھا کہ آپ "ھو زید" ذکر کرتے۔ لیکن آپ سامع

سے مذاق کے طور پر "اسم اشارہ" ذکر کیا۔

مثلاً:۔ یا سامع بینا ہو۔ اور سوال کرے لیکن وہاں مشار الیہ نہ ہو۔

"من ضربنی" آپ جواباً کہے "ھذا ضربک"

مثلاً یا پھر سامع کی غباوت پر تنبیہ کرنے کیلئے اسم اشارہ لایا جائے۔

سوال کرے "من عالم البلد" آپ جواباً کہے "ذالک زید"

یہاں پر مرجع مذکور ہے۔ تو صرف ضمیر بتا دیتے تو کافی تھا۔ لیکن

غباوت کی بناء پر اسم اشارہ ذکر کیا۔

مثلاً یا پھر سامع کی کمال ذکاوت پر تنبیہ کرنے کیلئے اسم اشارہ لایا جائے۔

اس طور پر کہ اس کے نزدیک غیر محسوس، محسوس کے منزل میں ہے۔

Date 09-04-2018

مثلاً:۔ مسند الیہ کے کمال ظہور کا دعوی کرنے کیلئے ضمیر کی جگہ

اشارہ لایا جاتا ہے۔

پھر کبھی کمال ظہور کا دعوی کرنے کیلئے اسم اشارہ

کو اسم ضمیر کی جگہ مسند الیہ کے علاوہ بھی لکھا جاتا ہے۔

جیسے:۔ تعاللت کی اشجی وما بک علۃ
تریدین قتلی قد ظفرت بذلک

وضاحت:۔
مقتضی ظاہر یہ تھا کہ شاعر "قد ظفرت بہ" کہتا۔

لیکن شاعر نے کمال ظہور کا دعوی کرنے کیلئے اور یہ بتا دیا کہ یہ قتل

محسوس ہے تو اس بنا پر شاعر "ذالک" استعمال کیا ہے۔

سوال: "ان کان المظہر الذی وضع موضع المضمر غیرہ ---- الخ"

عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر اگر اسم اشارہ کے علاوہ ہو۔ علم ہو

یا اسکے علاوہ ہو۔ تو اس سے مسند الیہ کو سامع کے ذہن میں

خوب متمکن کرنا مقصود ہوتا ہے۔

مثال:۔ قل ھو اللہ احد ہ اللہ الصمد :۔

قیاس یہ تھا کہ "ھو الصمد" کہتے۔

کیونکہ ضمیر کا مرجع موجود ہے:۔

لیکن سامع کے ذہن "اللہ" کو

خوب جمانے کیلئے مسند الیہ کو اسم ظاہر "علم" کے

ساتھ تعبیر کیا:۔

leaf

Date 09.04.2018

مصنف کہتے ہیں کہ مسند الیہ کے علاوہ زیادتی تمکن کی خاطر اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر رکھتے ہیں:۔

اسکی مثال:۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل:۔

اس آیت میں "بہ" کہنا یہ مقتضی ظاہر ہے۔
کیونکہ مرجع موجود ہے
مگر زیادتی تمکن کی خاطر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا۔ "بالحق" "باء" کی بناء پر مجرور ہے۔ مسند الیہ نہیں ہے۔

مصنف کہتے ہیں متکلم سامع کے دل میں خوف ڈالنے اور عظمت بڑھانے کیلئے اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر ذکر کرتے ہیں۔
یا امر کی تقویت کے خاطر اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر ذکر کر دیتا ہے۔

دونوں کی مثال:۔ امیر المؤمنین یامرک بکذا:۔

مقتضی ظاہر یہ تھا کہ "انا" کہتا۔
لیکن مذکورہ وجوہات کی بناء پر اسم ظاہر ذکر کیا ہے:۔

سوال: وعلیہ ای علی وضع المظهر موضع المضمر لتقویۃ داعی۔۔۔ الخ
عبارت کی وضاحت بیان کریں؟

جواب: مصنف کہتے ہیں۔ امر کی تقویت کیلئے اسم ظاہر کو اسم ضمیر کی جگہ مسند الیہ کے علاوہ بھی رکھا جاتا ہے:۔

Date 09.04.2018

مثال :۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ :۔

متکلم خود ذات باری تعالیٰ ہے "علیّ" فرماتے۔

لیکن لفظ "اللہ" میں "داعی الی التوکل" کی جس قدر تقویت ہے

ضمیر میں اتنی نہیں ہے۔ لفظ "اللہ" ایسی ذات ہے۔

جو صفات کاملہ

قدرت وغیرہ کے ساتھ متصف ہے۔

"اللہ" "علی" کی بناء پر مجرور ہے

مسند الیہ نہیں ہے۔

۲۔ کبھی رافت و رحمت طلب کرنے کیلئے ضمیر کی جگہ "ظاہر" کو

لاتے ہیں :۔

مثال :۔ الٰہی عبدک العاصی اتاک

مقرا بالذنوب وقد دعاک

شاعر نے "انا العاصی" نہ کہا۔

اسلئے کہ "عبد" میں عاجزی

استحقاق رحمت، انتظار شفقت ہے۔

جو "انا" میں نہیں ہے۔

نوٹ :۔ التفات کی بحث سب سے آخر میں ذکر ہے۔

سوال "ولما اخبر الکلام الی خلاف الظاهر اورد بعدۃ اقسام ... الخ"

مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب۔ یہاں کچھ مقتضی ظاہر کی صورتیں ذکر کریں گے۔ جنکا تعلق

مسند الیہ سے نہیں ہے :۔

leaf

Date 15.04.2018

پہلی صورت :-

متکلم مخاطب کے سامنے اسکے انتظار کے برخلاف بات

پیش کرے ! ۔ اور متکلم مخاطب کے کلام کو اسکی مراد کے خلاف پر محمول

کرے ۔ اور مخاطب کو اس بات پر تنبیہ کرے کہ تونے اپنے کلام سے جو

مراد لیا ہے وہ تیرے شان کے لائق نہیں ہے ۔

مثال :- متوعدا ایاہ لاحملنک علی الادھم :-

حجاج نے کہا میں ضرور تمہیں بیڑی پر سوار کرونگا ۔

قبعثری نے اسکے خلاف جواب دیا ۔

مثل الامیر یحمل علی الادھم والاشھب :-

اس نے ادھم سے مراد کالا گھوڑا مراد لیا ۔

یعنی :- امیر لوگ تو غریبوں کو گھوڑے پر چڑھاتے ہیں ۔

دوسری صورت :-

سائل جس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے ۔ جواب دینے

والا اس کے سوال کو غیر سائل کے مرتبہ دیکھ کر جواب دے ۔

مثال :- یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج :-

ان حضرات نے چاند کے بارے میں سوال کیا

مگر انکو جواب نہیں

سبب نہیں بتلایا گیا ۔ بلکہ اسکے فوائد و ثمرات بیان کیے گئے ۔

تیسری صورت :-

مستقبل کو لفظ ماضی سے تعبیر کرنا ۔ تاکہ اس معنیٰ

Date 15-04-2018

کے متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ ہو جائے۔

مثال :- ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت و من فی الارض :-

قولہ تعالیٰ :- ان الدین لواقع :-

اسی طرح خلاف مقتضی ظاہر معنی مستقبل کو اسم مفعول کے صیغے کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے

قولہ اللہ :- ذالک یوم مجموع لہ الناس :-

یجمع کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

صحا

اعتراض اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں میں سے ہر ایک کبھی مستقبل میں مستعمل ہے ۔ تو مذکورہ مثالوں میں اسم فاعل اور مفعول اپنے جگہ میں مستعمل ہیں اور خلاف مقتضی ظاہر کبھی نہ ہوئے؟

جواب اسم فاعل اور مفعول کا ماضی اور حال میں مستعمل حقیقت ہے۔ اور مستقبل میں مجاز ہے۔ اور مجازی معنی خلاف مقتضی ظاہر ہوتا ہے۔

چوتھی صورت :-

خلاف مقتضی ظاہر کی ایک صورت " قلب " ہے

اور قلب کا مطلب " کلام کے اجزاء میں سے پہلے جزء کو دوسرے جزء کی جگہ اور دوسرے کو پہلے کی جگہ پر رکھ دینا۔

یہ قلب " ہے

leaf

Date 15.04.2018

مثال :- عرضت الناقة على الحوض :

اصل عبارت :- عرضت الحوض على الناقة

دلیل :-

معروض علیہ　　معروض

اسلئے کہ
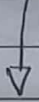
معروض علیہ پہلے ہوتا ہے پھر معروض ہوتا ہے۔

سوال "قلب" کرنے کا حکم تحریر کریں؟ مع اختلاف؟

جواب عند السکاکی :-

قلب کو مطلقاً قبول کیا ہے۔

وجہ :-

قلب کلام میں ملاحت اور عمدگی پیدا کرتا ہے۔

عند البعض :-

سکاکی کے علاوہ دوسرے حضرات "قلب" کو مطلقاً

رد کرتے ہیں۔ خواہ اعتبار لطیف ہو یا نہ ہو۔

دلیل :-

قلب میں عکس مطلوب اور نقیض مقصود ہوتا ہے۔

مقصود کے بدل جانے کی وجہ سے قلب مردود ہو جائے گا۔

عند المصنف :-

مصنف کہتے ہیں۔ کہ حق بات یہ ہے کہ اگر

قلب اعتبار لطیف کو متضمن ہے تو وہ قلب مقبول ہے۔

اگر متضمن نہ ہو تو وہ قلب مردود ہو۔

قبول کی مثال :-

ومھمۃ مغبرۃ ارجاؤہ

کان لون ارضہ سماؤہ

Date 15-04-2018

ترجمہ :-
بہت سے جنگل ایسے ہیں جن کے اطراف و جوانب
غبار آلود ہیں۔
گویا انکی زمین کا رنگ ان کے آسمان کا رنگ
ہو گیا ہے۔
وضاحت :-
دوسرے مصرعے میں قلب ہے۔

اصل :- غبار آلود ہونے کی وجہ آسمان کا رنگ زمین کے
رنگ کے مشابہ ہو۔
لیکن شاعر نے قلب کیا کہ "زمین کے رنگ"
کو مشبہ اور آسمان کے رنگ کو مشبہ بہ قرار دیا۔

دوسری صورت :-
اگر اعتبار لطیف کو متضمن نہ ہو تو وہ قلب مردود ہے۔
اسلئے کہ اس صورت میں کسی معتد بہ نکتہ کے بغیر مقتضی ظاہر
سے عدول کیا ہے۔ بغیر نکتہ کے عدول کرنا ناجائز ہے۔

مثال :- فلما ان جری سمن علیھا
کما طینت بالفدن السیاعا

شاعر نے اونٹنی کے موٹاپے کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب
اونٹنی پر موٹاپا طاری ہو گیا۔ جیسا کہ تو نے محل پر گارے کو لیپ دیا۔
وضاحت :-
دوسرے مصرعے میں قلب ہے۔
محل سے گارے کو لیپا ہے۔
حالانکہ محل سے گارے کو نہیں لیپا جاتا بلکہ گارے سے محل
کو لیپا جاتا ہے :-

"احوال المسند"

Date 15-04-2018

سوال: مسند کو حذف کرنے کی صورتیں تحریر کریں؟

جواب: پہلی صورت:-

احتراز عن العبث اور تخییل العدول الی اقوی الدلیلین اور ضیق المقام کی بناء پر مسند کو حذف کرنا۔

مثال:- ومن یک أمسی بالمدینة رحله
فانی وقیار بھا لغریب:-

وضاحت:-

"قیار" مسند الیہ ہے۔ اسکا مسند محذوف ہے "قیار" کو "انّ" کے محل اسم پر عطف کرنا جائز نہیں ہے۔

وجہ:-

خبر جبتک معطوف سے پہلے لفظاً یا تقدیراً مذکور نہ ہو اس وقت تک "انّ" کے محل اسم پر اسکا عطف کرنا ممتنع ہے۔

ہاں اگر "قیار" کی خبر محذوف مان لی جائے اور یوں کہا جائے

انی لغریب وقیار بھا غریب:-

اعتراض:-

اگر کوئی اعتراض کرے کہ "لغریب" کو "قیار" کی خبر بنائیں اور "انّ" کی خبر کو محذوف مانو تو کیا حرج ہے؟

جواب:-

"لغریب" پر لام ابتداء کا داخل ہونا اس بات سے مانع ہے۔ کیونکہ لام ابتداء اس مبتداء کی خبر پر داخل ہوتا ہے جس پر "انّ" داخل ہو۔ اور جس مبتداء پر "انّ" داخل نہ ہو۔ اس پر لام ابتداء داخل نہیں ہوتا۔ جب "قیار" کی خبر محذوف ماننے کی صورت میں "قیار" کا "ان" کے محل اسم پر

Date 15-04-2018

عطف کرنا جائز ہے۔

اور یہ " ان زیدا و عمرو ذاهبان " کی طرح

ممتنع نہیں ہے۔ بلکہ یہ " ان زیدا و عمرو لذاہب " کی طرح ہے۔

دوسری مثال:۔

نحن بما عندنا و انت بما

عندک راض و الرأی مختلف

اصل عبارت:۔

نحن بما عندنا و انت راض بما

عندک راض و الرأی مختلف

وجوہات:۔

حذف کرنے کی وہی وجوہات ہیں جو پہلی صورت

میں مسند کو حذف کیا۔

اعتراض:۔

2 مثال بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب:۔

پہلا شعر میں مسند الیہ ثانی " خبر " محذوف تھی۔

اور دوسرے شعر میں مسند اول کی خبر محذوف ہے۔

-۲

پہلے شعر میں قرینہ یہ تھا کہ " لغریب " " قیار " کی خبر

نہیں بن سکتی :۔ کیونکہ لام ابتداء داخل تھا۔

دوسرے شعر میں میں

" راض " عدم مطابقت کی وجہ سے " نحن " کی خبر نہیں

بن سکتا :۔

دوسری صورت:۔

احتراز عن العبث کی وجہ سے مسند کو حذف

کرنا۔

leaf

Date 15.04.2018

مثال :- زید منطلق عمرو ا -

تیسری صورت :-

جب مسند الیہ اذا مفاجات کے بعد واقع ہو تو اہل

عرب مسند کو حذف کر دیتے ہیں۔

اسی اتباع میں ہم مسند کو کو حذف کریں گے۔

مثال :- خرجت فاذا زید :-

چوتھی صورت :-

یہاں پر مسند قطعی اور ضروری طور پر حذف ہوگا۔

مثال :- ان محلا و ان مر تحلا :-

اصل عبارت :- ان لنا محلا و ان لنام تحلا :-

ترجمہ :-

ہمارے لیے دنیا میں آنا بھی ہے اور ہمارے لیے اس

سے رخصت ہونا بھی ہے۔

پانچویں مثال :-

عبث سے بچنے کیلئے فعل کو حذف کرنا۔

مثال :- قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی :-

وضاحت :-

"انتم" سے پہلے "تملکون" محذوف ہے۔

دلیل :-

"لو" اسمیہ پر داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔

تقدیری عبارت :- لو تملکون تملکون :-

مفسّر کے موجود ہونے کی بناء پر مفسّر کو حذف کیا۔ اگر حذف

Date 16-04-2018

نہ کرتے تو یہ تاکید لازم آئے گا۔ جو کہ باطل ہے۔
اور ضمیر منفصل سے

بدل دیا گیا اسلئے کہ ضمیر متصل کو ضمیر منفصل سے بدل دیا جاتا

ہے :-

سوال قولہ تعالیٰ " فصبر جمیل " اس عبارت کی وضاحت کریں ؟

جواب مصنف نے " فصبر جمیل " ایسی مثال دی ہے۔ جو حذفِ مسند

اور مسندالیہ دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔

مسند کی صورت میں تقدیری عبارت :-
فصبر جمیل اصلی :-

مسند + موصوف
صفت

سے ملکر مسندالیہ

مسندالیہ کی صورت میں تقدیری عبارت :-
فامری صبر جمیل :-

سوال ولا بد للحذف من قرینۃ دالۃ ..... مذکورہ عبارت

کی وضاحت بیان کریں ؟

جواب یہاں سے مقصد یہ ہوگا کہ مسند محذوف کا خلافِ اصل اور خلافِ

قیاس کیلئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا حذفِ مسند کیلئے

ایسے قرینے کا پایا جانا ضروری ہوگا۔
جو مسند کے محذوف

پر دلالت کرے تاکہ معنیٰ اور مراد سمجھنے میں کوئی دشواری

leaf

Date 16-04-2018

نمبر ۲ :

حذفِ مسند در قرینہ :-

جیسے :- سوالِ محقق کے جواب

میں کلام کا واقع ہونا :-

مثال :- ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ :-

التحلیل :-

یہاں سے ایک سوال کا جواب ہے۔

سوال :-

آپ نے "اللہ" کو فاعل بنایا۔ اور فعل "خلقھن" کو

محذوف مانا۔ ایسا کیوں نہیں کیا کہ "اللہ" کو مبتدا بناتے اور

خبر "خلقھن" کو محذوف مانتے :-

جواب :-

قرآن پاک میں فعل و فاعل کی ترکیب زیادہ

استعمال ہوتی ہے۔

اور محتمل کو اکثر پر محمول کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔

دوسرا قرینہ :-

کلام سوالِ مقدر کا جواب واقع ہو :-

مثال :- ولیبک یزید ضارع لخصومۃ

مختبط مما تطیح الطوائح

مسند الیہ فاعل اسکا مسند "فعل" حذف ہے۔

تقدیری عبارت :-

لیبک یزید

یبکیہ ضارع

Date 16-04-2018

حذف پر قرینہ :-
"ضارع" سوال مقدر کے جواب میں واقع

ہے۔ اسلئے کہ جب شاعر نے "ضارع" کہا۔ کہ یزید کو

رو یا جائے تو سوال ہوا "من یبکیہ" شاعر نے اس سوال

کے جواب میں "ضارع" کہا۔
اسکو وہ شخص روئے گا۔ جو

بوقت خصومت اپنے مقابل سے عاجز ہو۔ کیونکہ یزید

کمزوروں ضعیفوں کی مدد کرتا تھا اور سائل بے وسیلہ روئے

گا۔ کیونکہ زمانے کے حوادثات نے اسکے مال کو ضائع کردیا

مما کا متعلق :-
1- اگر مما کو "مختبط" کا متعلق بنائے تو

ترجمہ یوں ہوگا کہ جس بندے کو زمانے کے حوادثات

نے ہلاک کیا :-

2- اگر "مما" کو "لیبک" کا متعلق بنائے تو ترجمہ

یوں ہوگا کہ "جسکی اموات چلی گئی ہو" :-

اعتراض :-
"لیبک" کو مجہول پڑھا ہے اگر معروف پڑھتے

تو بھی شعر مکمل ہوتا۔ "یزید" مفعول اور "ضارع" فاعل

بنتا۔ اور اس صورت میں کو مشقت بھی نہیں ہے

بنسبت "مجہول" پڑھنے کی صورت میں؟

leaf

Date 16-04-2018

جواب :-
مجہول کو معروف پر ترجیح دینے میں فضیلت ہے
جن میں سے چند درج ذیل ہیں :-

پہلی فضیلت :-
مجہول کی صورت میں تکرار اسناد حاصل ہے
اس طور پر کہ اسناد اولاً تو اجمالاً پھر تفصیلاً پائی جاتی ہے
جب "پہلے یزید" کہا۔ تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہاں پر کوئی
ہونے والا ہے۔ جسکی طرف اس بقاء کی اسناد کی جائے گی۔

دوسری فضیلت :-
مجہول پڑھنے کی صورت میں "یزید" غیر فضلہ
واقع ہوگا۔ اسلئے کہ "یزید" مسند الیہ "نائب الفاعل" ہوگا۔
اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے۔
معروف کی صورت میں "یزید"
مفعول بہ واقع ہوگا۔ اور مفعول بہ کلام میں فضلہ واقع ہوتا
ہے۔ اور کلام میں غیر فضلہ واقع ہونا افضل اور راجح ہے۔

تیسری فضیلت :-
مجہول پڑھنے کی صورت میں فاعل "ضارع" کا حصول
غیر مترقبہ کے طور پر ہوگا۔ اسلئے کہ فعل مجہول کی اسناد مفعول بہ
کی طرف ہوتی ہے۔ اور مفعول بہ کیطرف ہوتی ہے۔
اور مفعول بہ
کے ذکر سے کلام پورا ہو جاتا ہے۔ فاعل کی ضرورت نہیں رہی۔

Date 16-04-2018

فاعل کی صورت میں فاعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور نعمت

غیر مترقبہ کے طور پر حاصل ہونا سے زیادہ اولی ہے۔

سوال مسند کو ذکر کرنے کی صورتیں تحریر کریں؟

جواب پہلی صورت :-

اصل ہونے کی بناء پر بشرط کہ ذکر سے عدول کا

کوئی مقتضی نہ ہو۔

جیسے :- زید صالح :-

دوسری صورت :-

قرینہ پر اعتماد کمزور ہونے کی وجہ سے احتیاطاً

مسند کو ذکر کرنا۔

مثال :- خلقهن العزیز العلیم :-

تیسری صورت :-

سامع کی غباوت پر تنبیہ کرنا ہے۔

مثال :- سوال من نبیکم جواب محمد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

چوتھی صورت :-

مسند کا اسم ہونا یا فعل ہونا متعین ہو جائے۔

اسلئے کہ اسم کی صورت میں ثبوت کا معنیٰ حاصل ہوگا۔

اور فعل کی صورت میں حدوث کا معنیٰ حاصل ہوگا۔

سوال مسند کو مفرد کب لایا جائے گا؟ تفصیلاً ذکر کریں؟

جواب مفرد سے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ جملہ نہ ہو۔ مسند کو

leaf

Date 17-04-2018

مفرد لانے کیلئے 2 ہیں۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

پہلی شرط:-

مسند غیر سببی ہو:-

دوسری شرط:-

مسند تقوی الحکم کا فائدہ نہ دے:-

اگر مذکورہ دونوں شرائطوں میں سے ایک شرط فوت ہوئی تو

مسند جملہ ہوگا۔

مثال:- زید قام ابوہ:-

اس مثال میں مسند سببی ہے۔

مثال:- زید قام:-

اس مثال میں مسند تقوی الحکم کا فائدہ دے رہا ہے۔

مثال:- زید قائم:-

اس مثال میں مذکورہ دونوں شرائط موجود ہیں۔

تو اس وجہ سے مسند مفرد ہے۔

اعتراض:-

عرفت عرفت:- اس مثال میں تکرار اسناد کی وجہ

سے تقوی الحکم ہوا۔ لیکن پھر بھی مسند جملہ نہیں ہے۔

ان زیدا عارف:- حرف تاکید کی وجہ سے مسند میں تقوی الحکم

پایا جا رہا ہے پھر بھی مسند مفرد ہے، جملہ نہیں!

آخر ایسا کیوں؟

جواب:-

مسند کو مفرد

لانے کی علت یہ ہے کہ نفس ترکیب

Date 17.04.2018

تقوی الحکم کا فائدہ نہ دیتی ہو۔

اور جملہ لانے کی وجہ یہ ہے

کہ نفس ترکیب تقوی الحکم کا فائدہ دیتی ہو۔

دوسرا جواب:۔

اصطلاح میں تقوی الحکم کہتے ہیں۔ حکم مخصوص

انداز پر ہونا۔ وہ یہ کہ مسند ایک اسناد مکرر ہو۔

اعتراض:۔

أنا سعیت فی حاجتک   رجل جاءنی

ما انا قلت ھذا:۔

ان تینوں مثالوں میں اگر تخصیص

کا ارادہ نہ ہو۔ تقوی الحکم کا ارادہ نہ ہو تو

اس صورت میں

ان مثالوں میں مسند مسند عنر سببی اور تقوی الحکم کا فائدہ بھی

نہیں دے رہا۔ یعنی:۔ مسند کو مفرد لانے کی تمام شرائط کے پائے

جانے کے باوجود پھر بھی مسند جملہ ہے مفرد نہیں؟ کیوں؟

جواب:۔

ہمیں تسلیم ہے کہ ان مثالوں میں تقوی الحکم مقصود

نہیں ہے بلکہ تخصیص مقصد ہے۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں

کرتے کہ یہ مثالیں مفید تقوی نہیں ہیں۔

اسلئے کہ ان مثالوں میں

تکرار اسناد ہے۔ جب تکرار ہوئی تو تقوی بھی ہوگا اگرچہ مقصود نہیں

ہے۔ کیونکہ مصنف نے فرمایا:۔ کہ مسند کو مفرد لانے کی علت

leaf

Date 17.04.2018

یہ ہے کہ مسند مفید تقوی نہ ہو۔ تقوی کا ارادہ کرنا مقصد نہیں ہے۔

جب تقوی ثابت ہوئی تو مفرد لازمی نہیں ہے۔ جب لازم نہیں تو

مسند جملہ آسکتا ہے۔ جب آسکتا ہے تو آپکا اعتراض کس بات

پر ہے: معترض:

دوسرا جواب:-

مسند کا مفرد ہونا ← مشروط

غیر سببی ہونا + تقوی کا فائدہ نہ ہونا ← شرط

شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ

مسند کا مفرد کبھی اس وجہ یعنی مسند

کے سببی نہ ہونا + تقوی کا حکم نہ کرنے" سے بھی ہوتا ہے۔

لیکن اس سے یہ

ثابت نہیں ہوتا کہ تمام صورتوں میں مسند مفرد ہو۔

سوال: مسند سببی کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: عند السکاکی:-

ایسا مسند جسکے اندر ایسی ضمیر نہ ہو جو ترکیب

کلام میں مسند الیہ واقع ہو رہا ہو۔

مثال:- زید قام:- "ھو" مسند الیہ

عند المصنف:-

وہ مسند جو جملہ واقع ہو رہا ہو۔ اور اس میں

ایسی ضمیر ہو جو ترکیب کلام میں مسند الیہ واقع نہ ہو:-

مثال:- زید مررت بہ:-

Date 19.04.2018

فوائد:-
اس قید سے قل هو الله احد جیسی مثالوں کو
نکال دیا۔

لا یکون مسند الیہ:-
اس قید سے زید قائم جیسی مثالوں کو
نکال دیا:-

سوال مسند کو فعل کب لایا جائے گا؟

جواب مسند کو فعل اسوقت لایا جاتا ہے۔
جبکہ مسند کو تین زمانوں
میں سے ایک زمانہ کے ساتھ مقید کرنا۔ اور حفیف تجدد بنانا
مقصود ہو:-

تعریف الماضی:-
ماضی وہ زمانہ ہے جو تیرے اس زمانے سے
پہلے ہو جس زمانہ میں تو بوقت متکلم موجود ہے۔

تعریف المستقبل:-
وہ زمانہ ہے جسکے وجود کا زمانہ حاضر
موجود کے بعد انتظار کیا جائے۔

تعریف الحال:-
حال ماضی کے آخری اور مستقبل کے ابتدائی جزء
کا نام ہے۔ بشرط وہ جزء لگاتار ہوں ان کے درمیان مہلت
اور تراخی نہ ہو۔

leaf

Date 19.04.2017

مسند کو فعل لانے پر دلیل :-
فعل تینوں زمانوں میں سے ایک زمانہ

پر دلالت کرتا ہے۔ اور اپنی اس دلالت میں کسی قرینہ کا

محتاج نہیں ہوتا۔ اور اسم محتاج ہوتا ہے۔
بہرحال جب زمانہ

پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج نہیں ہے۔ تو زمانہ پر اسکی

دلالت مختصر طریقہ پر ہوگی
اور جب ایسا ہے تو فعل کو مسند

بنایا جائے گا۔

تجدد کے فائدے پر دلیل :-
تجدد کے 2 معنی ہیں :-

۱ - عدم کے بعد حصول ۲ - کسی چیز کا تھوڑا تھوڑا فعل :-

تجدد میں پہلا معنی معتبر ہے۔ اور تجدد بمعنی ثانی پہ زمانہ کو

لازم ہے۔ اور زمانہ مفہوم فعل کا جزء ہے۔ پس زمانہ کے

واسطہ سے تجدد فعل کو بھی لازم ہوگا۔ جب زمانہ کے واسطہ سے

تجدد فعل کو لازم ہے تو فعل کا مفید تجدد ہوگا۔

مسند فعل کی مثال :-
او کلما وردت عکاظ
قبیلۃ بعثوا الی عریفھم یتوسم

ترجمہ :-
بازار عکاظ میں جب بھی کوئی قبیلہ آتا تو وہ اپنے نمائندہ

اور لیڈر کو میرے پاس بھیجتے جو مجھکو بغور بار بار دیکھے تاکہ پہچان لے :-

Scanned by CamScanner

Date 19.04.2018

سوال: کیا مسند کو اسم لایا جا سکتا ہے؟ اگر ہے تو کب لایا جائے گا؟

جواب: جی ہاں! مسند کو اسم لایا جاتا ہے
اور مسند کو اسم اُسی وقت
لاتے ہیں جبکہ نہ تو اسکو کسی زمانہ کے ساتھ مقید کرنا مقصود
ہو اور نہ اس سے تجدد مقصود ہو بلکہ کسی غرض کی وجہ سے
دوام اور ثبوت کا فائدہ دینا مقصود ہو۔

مثال:- لا یألف الدرھم المضروب صرتنا
لکن یمر علیھا وھو منطلق

سوال: قال الشیخ عبد القاھر:- موضع الاسم ...... الخ
مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: اس عبارت سے ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض:-
شیخ نے فرمایا۔ کہ ترکیب میں اسم مسند کو صرف
اسلیے وضع کیا گیا ہے کہ اسکے ذریعے ایک شئ کو دوسری شئ
کیلیے ثابت کر دی جائے۔ بحسب الوضع التجدد والاستمرار:
یعنی یہ ثابت ہوا کہ اسم مسند دوام اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے
حالانکہ یہ مصنف کے کھلا اعتراض ہے

جواب:-
شیخ کا کلام
اصل وضع کے اعتبار سے اسم مسند صرف

leaf

Date 19-04-2018

ثبوت شئ لشئ پر دلالت کرتا ہے۔ دوام وغیرہ پر دلالت

نہیں کرتا ہے۔

اور مصنف کا کلام قرائنِ خارجیہ کی وجہ سے اسم

مسند دوام پر دلالت کرتا ہے

اور جب ایسا ہوا تو شیخ اور

مصنف کے کلام کے مابین تعارض نہ ہوا۔

سوال: مسند کو کن کے ساتھ مقید کیا جائے گا؟ مع غرض بھی لکھیں؟

جواب: مسند اور شبہہ فعل کو منصوبات یا چند منصوبات کے ساتھ

مقید کرتا ہے۔

۱۔ مفعول مطلق غیر مؤکد:۔

مثال:۔ اکرمت اکرام اہل الحسب:۔

۲۔ مفعول بہ کے ساتھ۔

مثال:۔ حفظت حدیث البخاری:۔

۳۔ مفعول فیہ:۔

مثال:۔ جلست امام الروضۃ الشریفۃ:۔

۴۔ مفعول لہ:۔

مثال:۔ تطہرت تعظیما للحدیث:۔

۵۔ مفعول معہ:۔

مثال:۔ حج الخالد والرفیق:۔

۶۔ استثناء:۔ مثال لا ذا احب الا الصالحین:۔

Date 19.04.2018

وجہ:-
تاکہ فعل اور شبہ فعل کی غرض کو زیادہ کرنا ہے۔
کیونکہ حکم میں جس قدر قیودات کا اضافہ ہوگا اسی قدر غرابت
اور ندرت میں اضافہ ہوگا۔

سوال "ولما استشعر سوالا وھو ان خبر کان من مشتقات ... الخ
عبارت کا مقصد کیا ہے؟

جواب اس عبارت سے ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض:-
آپ نے کہا فعل کو مفعول کے ساتھ مقید کرنا زیادتی
کا فائدہ ہے۔ "کان زید منطلقا" میں فائدہ حاصل نہیں ہوتا
ہے۔ کیونکہ بغیر خبر کے اصل فائدہ حاصل نہیں ہوتا؟

جواب:-
مذکورہ مثال منصوبات کے ساتھ مقید کرنے کے
قبیلے سے نہیں ہے۔
بلکہ شبہ فعل کو فعل کے ساتھ مقید
کرنے کے قبیلے سے ہے۔ کیونکہ "کان زید منطلقا" میں "منطلقا"
مقید ہے۔ نہ کہ "کان"۔
اور اس ترکیب میں منطلقا شبہ
فعل ہے۔

دلیل:-
"منطلق" معنا حدوثی پر
دلالت کرتا ہے اور جب

Date 19.04.2018

بھی وہی ہوتا ہے۔ جو معنیٰ حدثی پر دلالت ہو۔ اور

مسند بھی وہی ہوتا ہے۔ جو معنیٰ حدثی پر دال ہو لہذا متعلق مسند

ہوگا۔ اور رہا "کان" تو وہ صرف زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔
معنیٰ حدثی

پر اسکی کوئی دلالت نہیں ہے۔ اور جب ایسا ہے تو زمانہ پر

دلالت کرنے کیلئے "کان" متعلق کیلئے قید ہوگا۔ اور

"کان زید منطلق" فی الزمان الماضی کے مرتبہ میں ہوگا۔

سوال: سند کی تقیید کو کیا ترک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: سند کے تقیید کو ترک کیا جا سکتا ہے۔
یہ اُسوقت ہوگا۔ جبکہ

زیادتی فائدہ سے کوئی مانع موجود ہو۔

مثلاً:۔ فرصت اور مہلت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

جیسے شکاری کہتا ہے۔ الصید محبوس۔

۲۔ متکلم کا ارادہ یہ ہو کہ حاضرین فعل زمانہ پر مطلع نہ ہوں۔
مثال:۔ زید فعل:۔

۳۔ فعل کے مکان کو مخفی رکھتے ہوئے۔
مثال:۔ زید فعل:۔

۴۔ متکلم کو مقیدات کا علم نہیں ہوتا۔
مثال:۔ ضربت:۔

۵۔ تنگی مقام کی بناء پر:۔
مثال:۔ ضرب:۔

Date 19.04.2018

سوال کیا فعل کو جملہ شرطیہ لا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب مسند اگر فعل یا بمعنی فعل ہو تو اسکو جملہ شرطیہ کے ساتھ مقید کر دیا جاتا ہے۔ اکرمک ان تکرمنی:۔

تقدیم کی صورت:۔

تأخیر کی صورت:۔ ان تکرمنی اکرمک:۔

اور یہ تقییدان معتبر نکات اور حالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو نکات فعل مسند اور بمعنی فعل مسند جملہ شرط کے ساتھ مقید کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔
ان نکات کا علم اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ ادوات شرط یعنی حروف شرط اور اسماء شرط کے درمیان علماء نحو کی بیان کردہ تفصیل معلوم ہو۔

اما تقییدہ بالشرط:۔
اس سے مراد یہ ہے کہ اہل عرب کی اصطلاح میں شرط، حکم جزاء کیلئے قید ہے۔ یعنی شرط اور جزاء میں کلام تو جزاء ہے اور شرط اسکیلئے قید ہے۔

جیسے: مفعول اور ظرف قید بنتے ہیں

ان جئتنی اکرمک:۔

تو اس سے مقصود "اکرام" کی خبر دینا ہے۔ اور شرط تو وہ اسکیلئے قید ہے

Date 19-06-2018

سوال: اگر شرط سے پہلے جملہ خبریہ تھا تو کیا شرط کے بعد جملہ خبریہ رہے گا یا نہیں؟

جواب: جزاء شرط کے قید کی وجہ سے سابقہ حالت سے نہیں بدلے گا۔
اگر قید سے پہلے خبریہ تھا۔ تو قید الشرط کے بعد بھی وہی خبر رہے گا۔
اگر انشاء تھا تو انشاء ہی رہے گا۔

سوال: وما یقال من ان کلا من الشرط والجزاء خارج ..... الخ
عبارت کی تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب: یہاں سے ایک اعتراض کا جواب جتانا مقصد ہے۔

اعتراض:-
مصنف نے کہا کلام صرف جزاء ہے۔ شرط تو وہ جزاء کیلئے مقید ہے۔ حالانکہ مطول میں یہ بات ذکر ہے کہ دونوں کے مجموعے کا نام کلام ہے۔؟

جواب:-
کلام کسکو کہتے ہیں اس میں 2 مذھب ہیں۔
١- اہل عرب ٢- اہل مناطقہ
مختصر المعانی میں "اہل عرب" کا مذھب ذکر ہے۔
اور مطول میں "اہل مناطقہ" کا مذھب ذکر ہے۔
تو اب اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ دونوں مختلف مذھب ہیں۔

Date 19.04.2018

سوال: حروف شرط اور اسماء شرط تحریر کریں؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں کہ حروف شرط اور اسماء شرط کی تفصیل علم نحو میں موجود ہے۔ لیکن یہاں پر "اِنْ" اور "اذا" "لو" کا ذکر کریں گے۔

وجہ:-
ان تینوں کی بحثیں کچھ ایسی ہیں جنکو علم نحو میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

ان و اذا

مع الشرط فی الاستقبال	مع الشرط فی الاستقبال
جہاں متکلم کو وقوع شرط کا تردد ہوتا ہے۔	جہاں متکلم کو وقوع شرط کا یقین ہوتا ہے

لو:-
یہ زمانہ ماضی میں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں یقین ہو۔

اعتراض:-
کلمہ "اِنْ" جسطرح وقوع شرط کے عدم یقین کیلئے آتا ہے اسی طرح لا وقوع شرط کے عدم یقین کیلئے بھی آتا ہے۔
مصنف اسطرح بیان کرتے کہ "اِنْ" کی اصل وقوع شرط اور لا وقوع شرط کا عدم یقین ہے۔ اور "اذا" کی اصل وقوع شرط کا یقین اور لا وقوع شرط کا عدم جزم ہے!-

جواب:-
مصنف کا مقصد "اِنْ" اور "اذا" کے درمیان فرق بیان

leaf

Date 20-04-2018

فرماتے ہیں۔ اور لاوقوع شرط کے عدم جزم میں "ان" اور "اذا" دونوں شریک ہیں۔

سوال: ولذلک ای لان الاصل ان عدم الجزم بالوقوع فکان الحکم.....الخ

عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں۔ کہ "کلمہ اِنْ" کی اصل عدم جزم بالوقوع ہے۔ اسلئے "اِنْ" ایسی جگہ لایا جائے گا جہاں حکم نادر اور قلیل الوقوع ہو۔ اسلئے کہ قلیل الوقوع چیز غیر یقینی ہوتی ہے۔ اور شارح نے "فی الغالب" کی قید اسلئے ذکر کی ہے۔ تاکہ اس حکم سے یوم قیامت خارج ہو جائے کیونکہ یوم قیامت کا وقوع نادر ہونے کے باوجود یقینی ہے۔

کلمہ اذا:- "اذا" کی اصل جزم الوقوع ہے اسلئے کہ کلمہ "اذا" بالعموم لفظ ماضی پر داخل کیا گیا ہے۔ ماضی سے مراد وہ ماضی ہے جو بالوضع زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہو۔ خواہ فعل ماضی ہو یا مضارع بلم ہو۔

"اِنْ" کی مثال:- ان تصبھم سیئۃ یطیروا بموسیٰ ومن معہ:-

"اذا" کی مثال:- فاذا جاءتھم الحسنۃ قالوا لنا ھذہ:-

سوال: کیا "اِنْ" جزم میں استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: "اِنْ" تردد میں استعمال ہوتا ہے۔ اور یہی اسکی اصل ہے۔ اور

Date 20.04.2018

کبھی کبھی "خلاف اصل" جزم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

کب جزم میں داخل ہوگا:۔

۱۔ متکلم کو وقوع شرط کا اگرچہ جزم ہے۔

لیکن بتقاضائے مقام اپنے جہل کو ظاہر کرکے وقوع شرط کو بصورت

شک ذکر کرتا ہے۔

مثال:۔ غلام سے آقا نے سوال کیا "ہل ہو فی الدار" اگرچہ غلام

کو جزم ہے۔ لیکن خوف کی بناء پر "ان کان فیہا اخبرک" کہتا ہے۔

۲۔ متکلم کو تو وقوع شرط کا یقین ہو مگر مخاطب کو نہ ہو۔

تو اس صورت میں بھی مخاطب کے اعتقاد کی بناء پر خلاف اصل ہوگا۔

مثال:۔ ان صدقت فماذا تفعل:۔

۳۔ ایک بندہ وقوع شرط کا عالم ہے۔ لیکن وہ علم پر عمل نہیں کرتا۔

عالم کو جاہل کے مرتبے میں رکھ کر کلمہ "ان" استعمال کرتے ہیں۔

ان کان اباک فلا توذہ:۔

اور کبھی کبھار "ان" مقام یقین میں "توبیخ" کیلئے استعمال ہوتا

ہے۔

وجہ:۔

تاکہ مخاطب کو وقوع شرط پر عار دلائی جائے۔ اس

سے شرط کا وقوع ہو رہا ہے۔ اور اسکا معتقد ہے اور وہ اس

شرط کے منافی ہیں۔ اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔

کہ وجود شرط کو

Date 20-04-2018

محالات کی طرح فرض ہی کیا جاسکتا ہے۔
اسلئے جسطرح محال کو

فرض کیا جاتا ہے اسی طرح اس شرط کے وقوع کو بھی فرض کیا گیا ہے

اور محال کو فرض کرنا کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے ہوتا ہے

۱۔ مقابل کو خاموش کرنے کیلئے:۔

۲۔ الزام قائم کرنے کیلئے:۔

۳۔ کلام میں مبالغہ پیدا کرنے کیلئے۔

مثلاً:۔ قولہ تعالیٰ:۔ افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین

یہ آیت وقوع شرط پر عار دلانے کی مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم مسرف ہو۔ اللہ کی کتاب کا استہزاء

کرنے والے ہو۔ تو کیا ہم تم کو چھوڑ دیں۔ قرآن کو تم سے روک لیں۔

ایسا نہیں ہے۔
"کفار کا مسرف ہونا" امر یقینی ہے۔ پھر ذات باری

تعالیٰ نے "اِنْ" استعمال فرمایا۔ کیونکہ کفار کو عار دلانا تھی۔

اعتراض:۔
کفار کا مسرف ہونا محال ہے۔ اور محال وہ ہوتا ہے جسکا عدم وقوع

یقینی ہو۔ اور پہلے پڑھ چکے ہیں کہ "اِنْ" اس جگہ استعمال ہوگا جہاں

وقوع شرط اور عدم وقوع شرط دونوں کا یقین نہ ہو۔
تو آیت کریمہ میں "اِنْ"

کا استعمال اسکے مخالف ہے؟

Date 20.04.2018

جواب:۔

محال کا عدم وقوع یقینی ہے۔ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے محال کو بیان کرنے کیلئے کلمہ "ان" کا استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی محال کو مشکوک کے مرتبہ میں اتار کر اسکیلئے "ان" استعمال کر لیا جاتا ہے۔

جیسے:۔ قولہ تعالیٰ:۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین

5:۔

"ان" کو مقام جزم میں کبھی اسلئے بھی لایا جاتا ہے۔ کہ جب غیر متصف بالشرط کو متصف بالشرط پر غلبہ دینا ہو۔

مثال:۔ زید کے قیام کا حصول قطعی ہے۔ اور عمر کا قطعی نہیں ہے۔ پھر بھی کہا جاتا ہے

ان قمتما کان کذا:۔

مثال ثانی:۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا یحتملھا:۔

اس مثال میں غیر مرتابین کو مرتابین پر غلبہ دیکر سب کو غیر مرتابین سمجھ کر "ان" استعمال کیا ہے۔

مثال ثانی پر اعتراض:۔

عہد رسالت میں بعض کفار قطعی طور پر شک کرتے تھے۔ اور بعض قطعی طور پر شک نہیں کرتے تھے۔

غرض غیر مرتابین کو مرتابین پر غلبہ دے کر سب کو مرتاب کر دیا۔

leaf

Date 20.09.2018

اب ریب اور لاریب دونوں یقین ہو گئے۔ اور ایسے محل پر "إنْ" استعمال نہیں کیا جاتا؟

اعتراض :-

"إنْ" ماضی پر داخل ہوتا ہے۔ اور ماضی کو مستقبل میں کر دیتا ہے۔ اس آیت میں ریب کا حدوث مستقبل میں ہوگا۔ اور مستقبل کے کام میں شک ہوتا ہے۔ جب مشکوک ہو گیا تو مشکوک کو بیان کرنے میں "إنْ" تو ہوتا ہے؟

جواب :-

"إن" ماضی پر داخل ہو کر اس ماضی کو مستقبل میں اس وقت کرتا ہے جب ماضی "کان" نہ ہو۔ اگر "کان" ہوا۔ تو ماضی کو مستقبل میں نہیں کرے گا۔

اہل کوفہ نے کہا ہے "إنْ" اذ کے معنی میں ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب :-

عہد رسالت میں بعض کفار غیر مرتابین اور بعض مرتابین تھے۔ تو اس صورت میں اگر غیر مرتابین کو مرتابین پر غلبہ دے کر سب کو غیر مرتابین سمجھ لیا جائے۔ تو سب یقینی طور پر غیر مرتابین ہونگے۔ اور یقین کے موقع پر "إنْ" درست نہیں ہوتا۔ تو یہاں پر تغلیب کی وجہ سے "ان" کا استعمال درست نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ مقابل کو خاموش کرنے اور اس پر الزام قائم کرنے کیلئے فرض محال کے طریقہ پر "ان" کا استعمال کیا گیا ہے۔

"إنْ" میں بفرض محال

Date 20.04.2018

ی: 2 مثالیں درج ہیں:-

پہلی مثال:- فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا:-

دوسری مثال:- وقل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین:-

سوال تغلیب کی تعریف تحریر کریں؟

جواب دو معلوموں میں سے ایک کو دوسرے پر اطلاق لفظ میں ترجیح دینا۔

تغلیب کا باب وسیع ہے

جیسے:- قوله تعالیٰ:- وکانت القانتین:-
مذکر کو مؤنث پر غلبہ:-

قوله تعالیٰ:- بل انتم قوم تجهلون:-
یہاں پر معنیٰ کا اعتبار کرتے ہوئے حاضر کو غائب پر غلبہ دیا۔

الوان:- اس میں تغلیب ہے۔

عمرین:- اس میں بھی غلبہ ہے۔

قمرین:- میں بھی غلبہ ہے۔

تغلیب کی صورت میں:-

یہ ہے کہ دو مصاحب چیزوں میں سے

ایک کو یا دو متشابہ چیزوں میں سے ایک کو دوسری پر اسطرح

غلبہ دیا جائے کہ دوسری چیز کو پہلی کے نام اور اسم موافق کر لیا جائے۔

پھر اسکو تثنیہ بنا کر ذکر کیا جائے:-

سوال ولکو نهما ای ان واذا لتعلیق امر هو حصول مضمون ... الخ
عبارت کی وضاحت کریں؟

Date 20-04-2018

جواب: "إنْ" اور "اذا" دونوں مضمون جزاء کے حصول کو مضمون شرط کے حصول فی الاستقبال پر معلق کرنے کیلئے آتے ہیں۔ اسلئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے دونوں جملوں "شرط و جزاء" میں سے ہر ایک جملہ فعلیہ استقبالیہ ہوگا۔ نہ اسمیہ ہوگا نہ ماضی ہوگا۔

وجہ:- استقبالیہ اسلئے ہوگا کہ اسکا حصول ہی آئندہ زمانہ میں فرض کیا گیا ہے اور جب اسکا حصول آئندہ زمانہ میں فرض کیا گیا ہے۔ تو اسکا ثبوت اور ماضی ہونا دونوں ممتنع ہوں گے۔ اور جملہ فعلیہ استقبالیہ اسلئے ہوگا کہ جزاء کا حصول شرط کے حصول فی الاستقبال پر معلق ہے۔

اب اگر ماضی ہو تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ حاصل شدہ کے حصول کو اس چیز کے حصول پر معلق کرنا لازم آئے گا جو حاصل ہے۔ اور یہ ممتنع ہے۔

إلّا:- کسی نکتے کی بناء پر استقبال کو چھوڑ کر ماضی یا اسمیہ لایا جا سکتا ہے

دلیل:- لفظا اور معنی کے درمیان موافقت کی رعایت کرنا یہ مقتضی حال ہونے کی بناء پر بلاغت ہے۔ بغیر کسی نکتے کے عدول کرنا یہ بلاغت میں ممنوع ہے۔

لفظا:- یہ اسکی طرف اشارہ ہے۔ کہ شرط و جزاء اگر لفظا ماضی یا

Date 20-04-2018

اسمیہ ہیں۔ تو معنیٰ استقبال کے دیں گے۔

مثال:- ان اکرمتنی الآن فقد اکرمتک امس:-

اس مثال میں شرط اور جزاء لفظاً ماضی ہیں۔ لیکن معنیٰ مستقبل کا ہے۔

سوال کیا "إن" غیر مستقبل میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب۔ ۱۔ فعل کان کے ساتھ کلمہ "إن" عام طور پر غیر مستقبل میں ماضی میں استعمال ہوتا ہے۔

مثال:- وان کنتم فی ریب:-

۲۔ اگر کلمہ "ان" واؤ حالیہ کے بعد تاکید حکم کے موقع میں محض وصل و ربط کیلئے لایا گیا ہو اور شرط و تعلیق کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ تو بھی اسکو فعل ماضی کے ساتھ استعمال کیا جائے گا۔

مثال:- زید و إن کثر مالہ بخیل و عمرو وان اعلی جاھا لئیم:-

۳۔ ان کے علاوہ بھی "إن" ماضی میں استعمال تو ہوتا ہے۔ مگر کم استعمال ہوتا ہے۔

مثال:- فیا وطنی ان فاتنی بک سابق من الدھر فلینعم لساکنک البال:-

ترجمہ:- ابو العلاء
وطن چھوڑنے پر غم و ملال و حسرت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اے میرے وطن گذشتہ زمانے نے اگر تیرے اندر میرے قیام و سکونت کو فوت کر دیا۔ تیرے اندر رہنے والے خوش ہوں:-

leaf

Scanned by CamScanner

Date 20-04-2018

سوال: کس نکتے کی بناء "اِنْ" ماضی میں استعمال ہوگا؟

جواب: کلمہ "اِنْ" اور "اذا" فعل ماضی کے ساتھ اُسوقت استعمال ہوگا۔

۱۔ جب غیر حاصل کو حاصل کی جگہ میں ظاہر کرنا مقصود ہو۔ جب قوی اسباب جمع ہوں۔ مثلاً:۔ کسی چیز کو خریدنے کیلئے جس قدر اسباب درکار ہوں وہ سب مہیا ہوں۔ (ابراز)

مثال:۔ خریدنے کے تمام اسباب موجود ہیں پھر بھی غیر حاصل کو حاصل کی جگہ رکھ کر "ان اشترینا کان کذا" کہہ دیا جاتا ہے

۲۔ اور کبھی ابراز غیر حاصل فی معرض الحاصل کے ارادے سے ظاہر کرنا مقصود ہو۔

جیسے:۔ بیمار کا قول "ان مت کان کذا وکذا"۔

نتیجہ:۔
"اِنْ" اور "اذا" کے استعمال کا نکتہ صرف ایک ہے۔

ابراز غیر حاصل فی معرض الحاصل:۔ مگر اس نکتہ کے اسباب اور علتیں چار ہیں:۔

۱۔ قوت اسباب ۲۔ کون ما ہو ۳۔ تفاؤل ۴۔ اظہار رغبت:۔

وقوع شرط میں اظہار رغبت کیلئے اِن کے ساتھ ماضی کی مثال:۔

قولہ تعالیٰ:۔

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا:۔

ذات تعالیٰ نے "ان یردن" نہ کہا۔
تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ تحصن کی طرف رغبت ہے

مذکورہ آیت پر اعتراض:۔

جملہ شرطیہ کا مفہوم مخالف اسبابات

Date 20.04.2018

کا تقاضا کرتا ہے کہ باندیاں اگر اپنی پاکدامنی چاہیں تو آقاؤں

کیلئے انکو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ہے۔ حالانکہ یہ باطل ہے!

پہلا جواب :-

جو مفہوم مخالف کے قائل ہیں۔ تو وہ بھی اس کے قائل

اس وقت ہیں۔ جبکہ شرط کا دوسرا کوئی فائدہ ظاہر نہ ہو۔ اور

اگر شرط کا اسکے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ

ہو۔ تو مفہوم مخالف کے نہیں ہونگے اور اس آیت میں دوسرا فائدہ

ہے وہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے "نھی عن الاکراہ" میں مبالغہ پیدا

کیا ہے۔ تو اب مفہوم مخالف کے قائل نہیں ہونگے

دوسرا جواب :-

ظاہر اور قاطع کے درمیان تعارض ہے۔ اور اس

صورت میں ظاہر ناقابل عمل ہوتا ہے۔ لہذا یہاں پر بھی اجماع

جو دلیل قطعی ہے۔ اس پر عمل واجب ہوگا۔ مفہوم مخالف جو

ایک دلیل ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ناجائز ہوگا۔

سوال: قال السکاکی او للتعریض ای ابراز غیر الحاصل فی معرض ... الخ

عبارت کی وضاحت بیان کریں؟

جواب: علامہ سکاکی فرماتے ہیں۔ کہ تعریض کیلئے "غیر حاصل کو حاصل کی جگہ

ظاہر کرنا" بھی ان مقاصد کیلئے ہوتا ہے جو ذکر کئے گئے۔ اور یا تعریض

کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تعریض سے مراد یہ ہے کہ فعل کی نسبت تو

Date 20.04.2018

ایک شخص کی طرف کی جائے مگر مراد اسکے علاوہ ہو۔

مثال:- قولہ تعالیٰ :- لئن اشرکت لیحبطن عملک :

اس آیت میں مخاطب محمد علیہ السلام مراد وہ لوگ جو شرک کریں

تو اس سے بندہ سمجھ جائے گا محمد علیہ السلام کی ذات سے شرک محال ہے

تو اس سے دوسرے لوگ مراد ہیں۔

اس تعریض میں "2" فائدہ ہیں۔

پہلا فائدہ:-

کفار کو زجر و توبیخ کرنا ہے۔

دوسرا فائدہ:-

کفار کو ذلیل کرنا ہے۔

لا یخفی :-

علامہ خلخالی سکاکی پر اعتراض کرتے ہیں کہ

آیت میں صرف ان لوگوں پر تعریض ہے جن سے شرک کا صدور ہو چکا ہے

غلط ہے بلکہ تعریض ان کو بھی شامل ہے جن سے شرک کا صدور نہیں ہوا۔

دوسری بات :-

تعریض فعل شرک کو اس ذات کی طرف منسوب کرنے سے

حاصل ہو جاتی ہے جس ذات سے اس فعل کا صدور ممتنع ہے۔ وہ فعل

ماضی ہو یا مضارع۔ جب اس فعل سے مراد لینا ممتنع ہے۔ تو ضروری طور پر

دوسرے لوگ مراد ہوں گے۔

پہلی بات کا رد :-

تعریض کا مقصد زجر و توبیخ ہے جن سے شرک

نہیں ہوا تو انکو زجر و توبیخ کیسے کر سکتے ہیں۔ تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں

جن سے شرک ہوا ہے۔

Date 20.04.2018

دوسری بات کا جواب :۔
ہم آپ کی بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہاں فعل
شرک کو اس ذات کی طرف منسوب کرنے سے تعریض حاصل ہو جائے گی جس
سے فعل ممتنع ہے۔ ماضی ہو یا مضارع۔
بلکہ صرف ماضی کی طرف منسوب
کرنے سے تعریض ہو گی۔ مضارع کی صورت میں تعریض نہ ہو گی۔

وبما کان فی ھذا الکلام :۔
اعتراض ہوا کہ "او للتعریض" سے پہلے سکاکی
کا نام کیوں ذکر کیا؟

جواب :۔
اس میں ضعف اور خفاء تھا۔ اس بناء پر نام ذکر کیا۔ ورنہ
پورا کلام علامہ سکاکی کا ہے :۔
ضعف اس بناء پر کہ خلخالی کا اعتراض تھا

سوال: ثم قال ونظیرہ ای نظیر لئن اشرکت فی التعریض ..... الخ
عبارت کی وضاحت لکھئے؟

جواب: سکاکی نے فرمایا۔ کہ "لئن اشرکت" یہ نظیر تعریض میں ہے۔ اس بات
پر نظیر نہیں ہے کہ مقام شرط میں تعریض کیلئے مضارع کی جگہ ماضی
کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس آیت میں تعریض اسلئے ہے کہ
سرکار علیہ السلام نے عبادت فعل منفی کو منسوب تو اپنی طرف کیا لیکن
مراد مخاطبین کو لیا ہے۔ اور قرینہ
"والیہ ترجعون" ہے۔

Date 20.4.2018

سوال: "وما لا اعبد الذی فطرنی" اس آیت کریمہ میں تعریض کی وجہ کیا ہے؟

جواب: متکلم "سرکار علیہ السلام" نے اپنے دشمنوں کو حق کا پیغام ایسے طریقے سے دیا ہے کہ وہ طریقہ انکو غضب میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ قبول کرتے ہیں کہ متکلم نے عبادت کی نفی کو صراحۃً لغدی کی طرف نہیں کی۔ بلکہ صراحۃً اپنی طرف کی۔ اس طریقہ سے اخلاص نصیحت متکلم کی زیادہ ہے۔ اس طریقہ سے جو بات کہی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ جو قبول ہو وہ عمدہ و حسین ہوگا۔

سوال: "لو" کس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے؟ مع اختلاف لکھیے؟

جواب: جمہور:- "لو" شرط کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی مضمون جزاء کے حصول کو مضمون شرط کے حصول پر معلق کرنے لئے آتا ہے اور مضمون شرط کا حصول زمانہ ماضی میں فرض کیا گیا ہو اور شرط کا انتفاء یقینی ہو۔ جب مضمون شرط کے حصول کا منتفی ہونا یقینی ہے تو اس سے مضمون جزاء کے حصول کا منتفی ہونا بھی لازم آئے گا۔

مثال :- لو جئتنی لاکرمتک :-

• "لو" امتناع جزاء کیلئے آتا ہے۔ امتناع شرط کی وجہ سے۔

امتناع شرط "سبب" اور امتناع جزاء "مسبب" ہے۔

دلیل :- لو کان فیھما الھۃ الا اللّٰہ لفسدتا :-

ابن حاجب کہتے ہیں (لکھا)

بقایا آگے ہے :-

Date 20.04.2018

استدلال :-

اگر زمین اور آسمان میں چند معبود ہوتے۔ تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوتا۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ نظام صحیح ہے۔ تو معلوم ہوا کہ "اللہ" کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اس آیت میں

استناع ثانی کی وجہ سے استناع اول نہیں ہے۔

عند الجمھور :-

ابن حاجب نے جمھور پر اعتراض کیا ہے کہ شرط سبب اور جزاء مسبب ہے۔ یہ غلط ہے۔

اسلئے کہ سبب کا منتفی ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے تمام اسباب منتفی ہیں۔

لہذا "لو" کی وجہ سے جزاء منتفی ہوگی تو اسکی وجہ سے شرط بھی منتفی ہو جائے گی۔

اصح قول :-

متأخرین نے ابن حاجب کی رائے کو پسند کیا ہے۔ حتی کہ اس بات پر اجماع کے قریب ہوگئے کہ ابن حاجب کا مذھب درست ہے۔ اور "لو" استناع ثانی کی وجہ سے استناع اول کیلئے ہے۔

دلیل :-

وہی ہے جو خود پیش کیا ہے۔ یا پھر یہ دلیل ہے کہ شرط ملزوم اور جزاء لازم ہے۔

اور لازم کا انتفاء ملزوم کے انتفاء

leaf

Date 20.04.2018

کو واجب کرتا ہے۔ نہ کہ ملزوم کے انتفاء کے انتفاء لازم آتا ہے۔

ابن حاجب نے جمہور پر جو اعتراض کیا اسکا مصنف نے رد کیا:-

یہ اعتراض غور و فکر نہ

کرنے کی بناء پر ہے اسلئے کہ "لو" استعمال ہوتے ہیں:

١- استدلال عقلی کیلئے:

٢- ترتیب خارجی کیلئے:

استدلال عقلی:-

اسوقت استعمال ہوگا جب امتناع ثانی سے امتناع

اول ہو۔ جیسے:- ابن حاجب کا مذھب ہے

ترتیب خارجی:-

اسوقت استعمال ہوگا جب امتناع اول کی وجہ سے

امتناع ثانی کیلئے ہوگا:- جیسے:- جمھور کا مذھب ہے

لو لامتناع الثانی لامتناع اول:-

اسکا صحیح مطلب یہ ہے کہ "لو" اس

بات پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے کہ خارج میں جزا کا منتفی ہونا

خارج میں شرط کے منتفی ہونے کی وجہ سے ہے

"لو" اس بات پر دلالت

کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کہ خارج میں مضمون جزاء کے منتفی ہونے

کی علت مضمون شرط کا منتفی ہونا ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ انتفاء جزاء

کے علم کی علت کیا ہے

"بقایا آگے ہے:-

Date 20-04-2018

نظر :-

لولا لامتناع الثانی لوجود الاول :- اس عبارت میں نظر ہے۔

اسطرح کہ "لولا علی لھلک عمر" ابن حاجب کے مذہب کے

مطابق "علی" کا وجود عمر کے ہلاک نہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ صحیح نہیں۔

بلکہ اسکا معنیٰ یہ ہیں۔ کہ خارج میں علی کا وجود خارج میں عمر کے ہلاک

نہ ہونے کی علت اور سبب ہے۔

شارح کہتے ہیں۔ "لو" ترتیب

خارجی کیلئے آتا ہے۔ استدلال عقلی کیلئے نہیں۔

جیسے :۔ لو جئتنی لاکرمتک :۔

پہلا شعر :۔ ولو طار ذو حافر قبلھا
لطارت ولکنہ لم یطر

دوسرا شعر :۔ ولو دامت الدولات کانوا کغیرھم
رعایا ولکن ما لھن دوام

امتناع ثانی کیلئے وجود اول کی وجہ سے اسلئے آتا ہے کہ "لو"

نفی کیلئے آتا ہے۔

سوال اما المنطقیون فقد جعلوا "إن" و "لو" اداۃ اللزوم .... الخ

عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب مناطقہ یہ فرماتے ہیں کہ "ان" "لو" اذا یہ کلمات ادات

لزومیہ ہیں۔ اور ان کا نظریہ اکتساب علم ہے تو ان کلمات

کو قیاس میں نتائج حاصل کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ کہ انتفاء

ثانی کا علم انتفاء اول کے علم کی دلیل ہے۔ کیونکہ ثانی لازم ہے اور

leaf

Date 20-04-2018

اول ملزوم ہے۔ لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفاء ضروری ہے اس سے

قطع نظر کے خارج میں جزاء کی علت کیا ہے انتفاء ہونے کی۔

لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔

عالم کا فساد نہ ہونا۔

متعدد معبود نہ ہونے کی دلیل ہے۔

یہ آیت اگرچہ مناطقہ کے قاعدے

کے مطابق ہے۔ لیکن اہل عرب کے قاعدے پر زیادہ مشہور ہے۔

سوال "لو" کیلئے کون سی دو باتیں لازمی ہیں:۔؟

جواب۔ "لو" زمانہ ماضی میں شرط کیلئے آتا ہے۔ اسلئے اس کے دونوں جملوں میں

دو باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ دونوں جملوں میں ثبوت نہ ہو۔

وجہ:۔

"لو" شرط تعلیق کیلئے ہے۔ اور ثبوت اور حصول تعلیق کے

منافی ہے۔

۲۔ دونوں جملوں کا ماضی ہونا ضروری ہے۔

وجہ:۔

"لو" زمانہ ماضی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مستقبل ماضی

کے منافی ہے۔ اس بناء پر:۔

اگر ماضی سے مضارع کی طرف عدول کیا تو کسی

نکتہ کی بناء پر۔ بغیر نکتہ کے عدول کرنا درست نہیں ہے۔

عند المبرد:۔

"لو" اِن کی طرح معنیٰ مستقبل میں استعمال ہوتا ہے۔

اگرچہ مستقبل میں "لو" کا استعمال بہت کم ہے۔ اگر

مستقبل میں

Date 20.04.2018

استعمال ہوتا ہے۔ تو کسی نکتہ کی محتاجگی نہیں ہوگی۔

مثال اوّل:- اطلبوا العلم ولو بالصین:-

مثال ثانی:- انی اباہی بکم الامم یوم القیمۃ ولو بالسقط۔

ان دونوں مثالوں میں 'لو' مستقبل کے معنیٰ میں ہے۔ اور انکا جواب محذوف ہے

۱- ولو یکون الطلب بالصین فاطلبوہ۔

۲- ولو تکون المباہاۃ بالسقط فانی اباہی:-

سوال فدخولھا علی المضارع فی نحو .... عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب- 'لو' ماضی پر داخل ہوتا ہے اگر کسی نکتے کی وجہ سے مضارع کی طرف عدول کریں۔ تو کر سکتے ہیں۔

مثال:- لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم:-

اس مثال میں 'لو' خلاف اصل مضارع پر آیا ہے۔ ایک نکتہ کی وجہ سے نکتہ یہ ہے کہ زمانہ ماضی میں وقتاً فوقتاً استمرار فعل کا مقصود ہوتا ہے۔ شارح فرماتے ہیں۔ جس فعل میں استمرار کا ارادہ ہو تو اس میں '2' احتمال ہیں۔

۱- اطاعت۔ ۲- امتناع اطاعت ہو۔

اس صورت میں استمراری نفی ہوگی نہ کہ اطاعت کی ہے۔

یعنی تمہارا مشقت میں نہ پڑنا اس وجہ سے ہے کہ سرکار علیہ السلام نے تمہاری اطاعت پر ہمیشگی نہ کی۔

Date 20.04.2018

ولو تری اذ وقفوا علی النار :

مصنف نے فرمایا۔ اس آیت میں "لو"

مضارع پر خلاف اصل استعمال ہوا ہے

شارح نے :-

نے "وقفوا" کی "3" تفاسیر بیان کی ہے

۱- اروھا حتی یعاینوھا :-

۲- اطلعوا علیھا اطلاعا ھی تحتھم :-

۳- ادخلوا ھا فیعرفوا مقدار عذابھا :-

"لو" یہاں پر شرطیہ ہے۔ اسکا جواب محذوف ہے

ولو تری اذ وقفوا علی النار لرأیت امرا فظیعا :-

عدول پر نکتہ :-

ماضی سے لفظ مضارع کی طرف عدول کرنے کا مقصد

یہ ہے کہ یہ کلام باری تعالیٰ کا ہے۔ اور باری تعالیٰ کی خبریں کسی

طرح کا اختلاف اور غلطی نہیں ہوتا۔ خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع۔

ان کے نزدیک وقوع کے متحقق ہونے میں ماضی کے مرتبہ میں ہے۔

پس یہ امر حقیقۃ "تو مستقبل ہے۔

تاویلاً ماضی ہے۔ گویا کہ

یوں کہا گیا ہے کہ یہ کام ہو چکا ہے لیکن آپ نے اسکو نہیں دیکھی۔

اگر آپ دیکھتے تو ایک بھیانک منظر دیکھتے :

عدول پر دلیل :-

ربما یود الذین کفروا :- جیسا کہ اس مثال

Date 20-04-2018

میں ماضی سے مضارع کی طرف عدول کیا ہے۔

اسکی علت وہی ہے جو "لوتری" میں گزری ہے۔

"رُبَّ مکفوفہ":- تقلیل کیلئے آتا ہے اور تقلیل ماضی میں ہی ہو سکتی ہے کیونکہ قلت وکثرت اسی میں جاری ہو سکتی ہے جسکی حد معلوم ہو۔ جسکی حد معلوم نہ ہو اس میں قلت وکثرت جاری نہیں ہو سکتی۔

عند البعض:- آیت میں "رُبَّ مکفوفہ" مجازاً تکثیر یا تحقیق کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ تکثیر کی صورت میں حقیقت و مجاز کے درمیان ضد کا علاقہ ہوگا۔ اور تحقیق کی صورت میں لازم کا علاقہ ہوگا۔ شارح فرماتے ہیں۔ کہ "رُبَّ" قلیل وکثیر و تحقیق" تینوں صورتوں میں "یود" کا مفعول محذوف ہے۔

تقدیری عبارت:- یود الاسلام لو کانوا مسلمین:۔

لو کانوا مسلمین:- کو "یود" کا مفعول بنانا درست نہیں ہے۔

پہلی وجہ:- مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کی آرزو کریں گے۔ اسلئے کہ "لو" تمنی کیلئے ہے۔ اور تمنی کی آرزو کرنے کیلئے کوئی معنی نہیں ہیں:۔

دوسری وجہ:- "لو" جو تمنی کیلئے ہے

Date 20.04.2018

وہ انشاء کیلئے آتا ہے اور انشاء ماقبل مابعد میں عمل نہیں کرتا ہے

شارح فرماتے ہیں۔ "لو" تمنی کیلئے ہے۔ شرط کیلئے نہیں ہے۔ اور جب

"لو" شرط کیلئے نہیں ہے۔ تو شرط کے جواب کی ضرورت نہیں ہوگی۔

شارح نے "لو" کے بارے میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔

۱ - تمنی کیلئے ہے ۲ - حرف مصدریہ ہمیں ہے۔
۳ - شرط کیلئے ہو۔ مفعول محذوف کے۔

عند المصنف :-

"لو تری" و "ربما یود الذین" :

مضارع اپنی حقیقت میں ہیں۔ دونوں کا مضمون (رویت و آرزو)

مستقبل "قیامت" میں متحقق ہوگا۔

لیکن "لو" و "رب" حرف ماضی

پر داخل ہوتے ہیں۔ اسلئے ان دونوں کا حق ادا کرنے کیلئے معنی

استقبالی کو ماضی کے مرتبہ میں اتار لیا ہے۔

اسلئے اتار کر یہ دونوں متحقق

الیقینی ہیں۔

استحضار کا دخل ہے:

دونوں آیتوں میں پہلے تو اس معنی استقبالی کو

ماضی کے مرتبہ میں اتار گیا۔ کیونکہ دونوں آیتوں کے مضمون کا

وقوع یقینی ہے۔ پس تاویلاً ماضی ہونے کی وجہ سے "لو" اور "رب"

کا استعمال کیا گیا۔ پھر ماضی سے مضارع کی طرف عدول کیا گیا۔

شارح فرماتے ہیں استحضار صورت کیلئے ماضی سے مضارع کی

Date 20-04-2018

کی طرف صرف عدول اسی امر میں کیا جائے گا جیسا مشاہدہ کا

اہتمام اسکے نادر ہونے وجہ سے ہو یا لطافت وغیرہ۔

مثال:۔ اللہ الذی ارسل الریاح فتثیر سحابا:۔

"التفات کا بیان"

عندالسکاکی:۔
کلام کو متکلم سے غائب کی طرف نقل کرنا۔

یہ التفات صرف مسندالیہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ اسکے

علاوہ میں بھی ہو گا۔

مثال:۔ فتوکل علی اللہ:۔

اس مثال میں "علیّ" کہنا چاہیے۔ مگر "علی اللہ" کہا۔ متکلم سے

غائب کی طرف کلام کو منتقل کیا گیا۔ اور یہ مسندالیہ نہیں ہے

اعتراض:۔
مصنف کہتے ہیں اس میں تسامح ہے۔ کیونکہ اس

عبارت میں "تخصیص الشئ لنفسہ" کا سلب لازم آ رہا ہے۔

جواب:۔
مصنف فرماتے ہیں۔ نقل سے مراد یہ مطلقاً نقل مراد

ہے۔ چاہے متکلم سے مخاطب کی طرف چاہے متکلم سے غائب کیطرف۔

تینوں کی طرف التفات کر سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ التفات میں سکاکی اور جمہور

leaf

Date 23.04.2018

کا موقف الگ الگ ہے۔

سکاکی کے نزدیک :۔ التفات عام ہے۔

جمہور کے نزدیک :۔ التفات خاص ہے۔

التفات کا معنی :۔

"الانسان من یمینه الی الشماله و بالعکس"

التفات اس سے ماخوذ ہے۔
انسان کے دائیں جانب سے بائیں

جانب کی طرف :۔

سکاکی کے نزدیک التفات کی مثال :۔ امری القیس کا شعر :۔
تطاول لیلک باا ثمد :۔

مذکورہ مثال میں تقاضا یہ تھا کہ "لیلی" کہتا :۔

مشہور التفات کی تعریف :۔
کلام کو تینوں طریقوں میں سے کسی

ایک طریقے کے ساتھ تعبیر کرنے کے بعد تینوں طریقوں میں سے کسی

دوسرے طریقے کے ساتھ تعبیر کیا جائے۔

شرائط :۔
1- تعبیر ثانی حال ظاہر کے تقاضا کے خلاف ہو۔
2- اور تعبیر ثانی اسکے بھی خلاف ہو جسکا سامع انتظار کرتا ہو

ان شرائط سے انا زید و انت عمرو ان دونوں کو خارج

کیا۔ ان مثال میں متکلم سے غائب کی طرف انتقال کیا گیا ہے

مگر یہ التفات نہیں ہے۔ کیونکہ اسمیں دونوں شرائط نہیں ہیں۔

Date 23.04.2018

نحن اللذون صبحوا الصباحا :-

متکلم سے غائب کی طرف نقل کیا ہے۔ لیکن شرائط کے نہ ہونے

کی بناء پر التفات نہ ہوگا۔

ایاک نستعین اھدنا انعمت ایاک نعبد

ان میں التفات نہیں ہے۔

نسبت :-

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ سکاکی اور جمہور کی

تعریف میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

جمہور کی تعریف زیادہ خاص ہے۔

کیونکہ سکاکی کے نزدیک یہ

بات شرط نہیں ہے کہ کلام کو پہلے ایک اسلوب پر لایا جائے پھر

اس اسلوب سے دوسرے اسلوب کی طرف کلام کو نقل کیا

جائے۔ بلکہ سکاکی کے نزدیک عام ہے۔ چاہے پہلے ایک اسلوب

پر ذکر کیا گیا پھر دوسرے اسلوب کی طرف نقل کیا گیا ہو۔

جبکہ جمہور کے نزدیک پہلے ایک اسلوب پر لایا جائے پھر دوسرے

اسلوب کی طرف نقل کیا جائے تو بس یہی التفات ہے

اس کے علاوہ نہیں۔

متکلم سے مخاطب کیطرف التفات کی مثال :-

ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون۔

وضاحت :-

تقاضا یہ تھا کہ " کہا جاتا۔ لیکن حاضر کی طرف التفات

Date 24-04-2018

کیا گیا۔ یہ دونوں کے نزدیک التفات ہوگا۔

متکلم سے غائب کی مثال:۔

انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر:۔

وضاحت:۔

تقاضا یہ تھا کہ "لربک" کی جگہ "لنا" کہا جاتا۔

حاضر سے متکلم کی مثال:۔

طحابک قلب طروب فی الحسان بعید الشباب

عصر حان مشیب یکلفنی لیلی:۔

یکلفک سے ہونا چاہیے تھا۔

مخاطب سے غائب کی مثال:۔

حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم:۔

"بکم" ہونا چاہیے تھا۔

غائب سے متکلم کی مثال:۔

واللہ الذی ارسل الریاح فتثیر سحابا فسقناہ:۔

تقاضا "ساقہ" کا تھا۔

غائب سے مخاطب کی مثال:۔

مالک یوم الدین ایاک نعبد۔

تقاضا "ایاہ" کا تھا۔

سوال التفات کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب۔ تاکہ کلام جب ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کی طرف نقل کیا جائے گا تو یہ کلام جدت کے اعتبار سے اچھا ہوگا۔ سامع کو جستجو دلانے کیلئے اور اس کلام کی طرف متوجہ کرنے کی وجہ سے زیادہ تنبیہ کرنے والا ہے۔ اسلئے کہ ہر جدید چیز کیلئے لذت ہوتی ہے۔ اور حسن التفات کی یہ وجہ عام ہے ہر التفات میں۔

اسکے علاوہ اور بھی لطائف ہیں۔ جنکی وجہ سے التفات کیا جاتا ہے

جیساکہ سورۃ فاتحہ میں کہ پہلے غائب کے صیغے "مالک یوم الدین" پھر خطاب کے صیغے

Date 24.04.2018

کیونکہ جب بندہ نے "الحمد اللہ" کہا اور حضور قلب کے ساتھ مستحق حمد کا ذکر کیا تو یہ بندہ اپنے دل میں ایسا محرک محسوس کرے گا جو اسکو اس مستحق حمد کی طرف متوجہ کرنے پر اکسائے گا اور پھر جب یہ بندہ "رب العلمین الرحمن الرحیم" جیسی صفات ذکر کرے گا تو یہ محرک اور زیادہ قوی ہوگا۔ اور جب بندہ "مالک یوم الدین" دہرائے گا۔ تو اس وقت یہ محرک اور قوی ہوگا

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "مالک یوم الدین" میں "مالک" کی "یوم الدین" کی طرف اضافت مجازاً ہے۔ اور حقیقی معنیٰ ظرفیت والے ہیں۔ یعنی "مالک فی یوم الدین" ہے۔ اس میں مفعول کو حذف کر دیا گیا ہے۔ تعمیم پر دلالت کرنے کی وجہ سے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

کہ وہ لطیفہ جسکے ساتھ اس التفات موقع مختص ہے۔ یہ ہے کہ التفات میں ایسی بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ کہ بندہ جب قرأت شروع کرے تو اس محرک کو پیدا کرے۔

اخراج الکلام الی خلاف مقتضی الظاہر :-

مصنف علیہ الرحمہ یہاں سے خلاف مقتضی ظاہر کی وہ صورتیں بیان کریں گے جو مسند الیہ کے علاوہ میں ہے۔

۱۔ متکلم

وہ بات مخاطب پر پیش کرے جسکا مخاطب کو

leaf

Date 24.04.2018

انتظام نہیں کر رہا ہوتا ہے۔ اور متکلم مخاطب کو اس بات پر تنبیہ

کرے کہ تو نے اپنے کلام سے جو ارادہ کیا ہے وہ تیری شان کے لائق نہیں۔

مثال:-

قبعثری اپنے ساتھیوں کے ساتھ انگور کے باغ میں بیٹھا ہوا

تھا۔ حجاج بن یوسف کا ذکر ہوا تھا تو قبعثری نے کہا

اللھم سود وجھه واقطع عنقه واسقنی من دمه:-

جب یہ بات حجاج کے پاس پہنچی تو حجاج، قبعثری کے پاس آیا

اور غضب ناک انداز میں کہا کہ تو نے اس طرح کہا ہے۔ قبعثری نے کہا

میری مراد اس سے یہ ہے کہ "انگور کو پکا دے اور یہ ٹوٹ جائیں

اور میں ان کو سیر ہو کر کھاؤں"

مگر حجاج نے اسکو دھمکی دی کہ

"لأحملنك على الادھم" میں تمہیں پیروں میں بیڑیاں ڈالوں گا

تو اسکے جواب میں قبعثری نے کہا "مثل الامیر یحمل على الادھم والاشھب"

حجاج کے انتظار کے برخلاف کہا کہ بادشاہ کے لائق یہ ہے کہ وہ مال

اور اکرام دے۔ نہ کہ بیڑیاں۔

پھر حجاج نے کہا کہ "ویلك انه حدید"

پھر قبعثری نے کہا کہ "ان یکون خیر من ان یکون بلیدا" یہ

سن کر حجاج نے قبعثری سے کہا اٹھو تو قبعثری نے دعا

پڑھنا شروع کی۔ سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین۔

Date 24.04.2018

یہ سن کر حجاج نے کہا اسکو زمین پر پھینک دو۔ پھر قبعثری نے پڑھا: منہا خلقناکم و فیہا۔ حجاج قبعثری کی گفتگو سن کر متاثر ہوا تو قبعثری کو انعام و اکرام سے نوازا۔

دوسری صورت:-

سائل کے سامنے اس کے علاوہ کو پیش کرنا۔

سائل کو غیر سائل کے مرتبے میں رکھ کر اس بات پر تنبیہ کرنا کہ یہ سوال ہی تیرے حال کیلئے بہتر یا اہم ہے۔

مثال:- یسألونك عن الاهلة قل هی مواقیت۔

وضاحت:-

سوال روشنی کے بارے میں تھا۔ جواب وقتوں میں بتا دیا

دوسری مثال:-

یسألونك ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر۔

وضاحت:-

سوال کیا خرچ کریں جواب مصارف بیان کر دیے:-

تیسری صورت:-

مستقبل کو ماضی کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا گیا۔ اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ واقعہ کا ہونا یقینی و محقق ہے۔

مثال:- ویوم ینفخ فی الصور ففزع من

چوتھی صورت:-

اسم فاعل و مفعول کے صیغوں کے ساتھ مستقبل کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو کہ مقتضیٰ ظاہر کے خلاف ہے

فاعل کی مثال:- وان الدین لواقع:-

Date 24-04-2018

مفعول کی مثال :۔ وذلک یوم مجموع لہ الناس :۔

پانچویں صورت :۔

قلب کرنا یہ مقتضی کلام کے خلاف ہے۔

تعریف القلب :۔

کلام کے اجزاء میں سے کسی ایک دوسری کی جگہ

اور دوسرے کو پہلے کی جگہ پر رکھنے کو قلب کہتے ہیں۔

مثال :۔ عرضت الناقۃ علی الحوض :۔

تمت بالخیر

11:47 pm

الحمدللہ :۔

24-04-2018